UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188734
UNIVERSAL
LIBRARY

18734

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. [illegible] Accession No. [illegible] 17226

Author [illegible]

Title [illegible]

This book should be returned on or before the date last marked below.

فہرست مضامین تصویر نور

نشان سلسلہ	ابواب	نشان صفحہ
۱	۲	۳
۱	دیباچہ	۶
	باب اول متعلق بہ تعمیمات سراپاے مبارک	
۲	چہرہ مبارک	۹
۳	جسم مبارک	۱۱
۴	پوست مبارک	۱۳
۵	رنگ مبارک	۱۴
۶	قامت مبارک	۱۵
۷	ملبوس مبارک	۱۷
۸	سایۂ مبارک	۲۰
۹	خوے مبارک (پسینہ)	۲۱
	باب دوم متعلق بہ تخصیصات سراپاے مبارک	
۱۰	سر مبارک	۲۳
۱۱	دماغ مبارک	۲۶

۱۲	گیسوئے مبارک	۲۸
۱۳	فرقِ سرِ مبارک	۳۰
۱۴	جبینِ مبارک	۳۲
۱۵	کاکلِ مبارک	۳۴
۱۶	ابروئے مبارک	۳۶
۱۷	چشمِ مبارک	۴۰
۱۸	مردمکِ مبارک	۴۳
۱۹	مژگانِ مبارک	۴۵
۲۰	نگاہِ مبارک	۴۷
۲۱	عارضِ مبارک	۵۰
۲۲	بینیِ مبارک	۵۲
۲۳	گوشِ مبارک	۵۴
۲۴	زلفِ مبارک	۵۷
۲۵	دہانِ مبارک	۶۰
۲۶	لبِ مبارک	۶۳

۲۷	زبانِ مبارک	۶۵
۲۸	آوازِ مبارک	۶۹
۲۹	دندانِ مبارک	۷۳
۳۰	زنخدانِ مبارک	۷۴
۳۱	ریشِ مبارک	۷۶
۳۲	بروتِ مبارک	۷۸
۳۳	غبغبِ مبارک	۸۰
۳۴	گردنِ مبارک	۸۳
۳۵	دوشِ مبارک	۸۶
۳۶	بغلِ مبارک	۸۸
۳۷	مُہرِ نبوّت	۸۹
۳۸	دستِ مبارک	۹۱
۳۹	بازوے مبارک	۹۴
۴۰	آرنج مبارک (کہنی)	۹۵
۴۱	ساعد مبارک (کلائی)	۹۶

۴۲	پنجۂ دستِ مبارک	۹۷
۴۳	کفِ دستِ مبارک	۹۸
۴۴	انگشتانِ دستِ مبارک	۹۹
۴۵	ناخنِ دستِ مبارک	۱۰۰
۴۶	پشتِ مبارک	۱۰۲
۴۷	سینۂ مبارک	۱۰۳
۴۸	قلبِ مبارک	۱۰۴
۴۹	شکمِ مبارک	۱۰۶
۵۰	کمرِ مبارک	۱۰۷
۵۱	پاے مبارک	۱۰۸
۵۲	رانِ مبارک	۱۱۰
۵۳	زانوے مبارک	״
۵۴	ساقِ مبارک	۱۱۱
۵۵	کعبِ مبارک	״
۵۶	قدمِ مبارک	۱۱۲

۵۷	پنجۂ پاے مبارک و پاشنۂ مبارک	۱۱۲
۵۸	کفِ پاے مبارک	"
۵۹	ناخن پاے مبارک	۱۱۳
۶۰	نعلینِ مبارک	"
۶۱	رفتار مبارک	"
۶۲	خاتمہ سراپا	۱۱۴
۶۳	دُعا	۱۱۵
۶۴	قطعات تاریخی سراپا	۱۱۸

تصویر نور

یعنی سراپای مبارک باشمائل اقدس رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم

مصنفہ

شمس العلما خان بہادر نواب عزیز جنگ ولا تخلّص

سنہ ۱۳۳۸ھ

اسکی رجسٹری ہوچکی ہے اور مصنف کے تمام حقوق محفوظ ہیں

مطبوعہ عزیز المطابع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سراپا ہون تصدق اے ولا اس ست قدرت پر	١	بنائی ایسی مورت خود ہے عاشق جسکی صورت پر
مین آئینہ ہون اُس تصویر کا جسکی نزاکت پر		نزاکت ہے فدا صنعت ہے قربان حُسن صنعت پر

اسی مورت اسی تصویر کا عالم مین شہرا ہے
اسی معشوق و محبوب خدا کا یہ سراپا ہے

مرے دل مین سراپا اشتیاق نعت سرور ہی	٢	مین ہون شاگرد استاد ازل میرا وہ رہبر ہے
مرا ممدوح معشوق رسل محبوب داور ہے		قصیدہ یہ مرا الحمد قرآن کے برابر ہے

ز تشبیب غزل بگریزم اینجا در سخن گفتن
کرمی خواہم بتار یک نفس صد بکر جان سفتن

۳
زمین شعر پر فکر رسا ہے آسمان میری — سفینہ ہے بحورِ شعر مین طبع روان میری
فصاحت کے چمن مین مثل سوسن ہے زبان میری — ولا عشقِ گل و بلبل سے بہتر داستان میری

مین محبوبِ خدا کا عاشقِ صادق ہون دنیا مین
اُمیدِ وصل جس معشوق کی ہے مجکو عقبیٰ مین

۴
حسینون سے سوا ہے اس مرے معشوق کی صورت — فرشتون سے ہی فائق اس مرے محبوب کی سیرت
سراپا حُسن مین ظالم ہین وہ یہ آیۂ رحمت — وہ اپنے عاشقون کے حق مین دوزخ ہین یہ جنت

ولا مشہور ہے ظلم و ستم اُنکا زمانے مین
یہان لطف و کرم اِس کا سنوگے اِس فسانے مین

۵
حسینانِ جہان معروف اپنی بیوفائی سے — مرا معشوق ہے مشہور پیمان کی سچائی سے
پریزادانِ دہر آئینہ رو ہین خودنمائی سے — مرا محبوب ہے آئینہ دل دل کی صفائی سے

خیال اُنکو نہین اپنی پرانی آشنائی کا
مرے دلدار کے دل مین لحاظ اپنے فدائی کا

۶
بحمد اللہ مین حُلیہ نگار جسم سرور ہون — مین نقّاش نقوشِ دلکشِ روے پیمبر ہون
بنی ہین کیمُرا آنکھین مین وہ فوٹوگرافر ہون — دل آئینہ ہے جسپر عکس گیر روے انور ہون

سراپاے محمدؐ کی کتابت کام ہے اپنا

	ولا چہرہ نویسِ جسمِ احمد نام ہے اپنا	
مصوّر ہون فنِ تصویر قلمی ہے بہت مشکل تصدّق سے ترے اس فن مین استاد ہون کامل	۷	بنا موے پلک کا مو قلم اور لوح میرا دل ہوا ہے مانی و بہزاد پر مجکو شرف حاصل
	اتر آیا تھا تیرا عکس گو آئینۂ دل پر مگر مائل مرا دل ہوگیا اندازِ مشکل پر	
بنایا مو قلم موے خطِ مشکین خوبان سے سیاہی لی سوادِ دیدۂ محبوب کنعان سے	۸	قلم سرمے کا ہاتھ آیا ولا لیلیٰ کی مژگان سے لبِ شیرین سے تہا شنجرف یا لعلِ بدخشان سے
	چمن نے دفترِ اوراقِ گل کو کر دیا کاغذ اسی سے گلرخون کا صفحۂ عارض بنا کاغذ	
سراپاے نبی مین قصد ہے طبع آزمائی کا سوادِ دیدۂ روشن ہے کاجل روشنائی کا	۹	تعلّی مین نہین کچھ خوف مجکو خودستائی کا مرا خونِ جگر شنجرف ہے رنگِ حنائی کا
	بر اوراقِ فلک حُسنِ سراپا گر رقم گردد سراپاے نیستانِ زمین صرفِ قلم گردد	
نظر آئی مجھے جس دن سے اس مہتاب کی صورت تڑپتا ہون مین یادِ حسن مین سیماب کی صورت	۱۰	مری آنکھون مین پھرتی ہی ولا ہر خواب کی صورت نہ نکلی ہاے تسکینِ دلِ بیتاب کی صورت

سراپا منہمک ہون حسنِ تصنیفِ سراپا مین
برنگ آئینہ حیران ہون یادِ لطفِ رؤیا مین

۱۱
جمی رہتی ہین آنکھین حسنِ تصویرِ خیالی پر
کبھی مین آفرین کہتا ہون اپنی خوش مقالی پر
لگا رہتا ہے دل ہر ایک تشبیہ مثالی پر
کبھی کرتا ہون نفرین اپنی طبعِ لاابالی پر

غلام اسکا ہون مین اس فن مین مولے ہے مرا مالک
کیے جاتا ہون اپنا کام آگے ہے خدا مالک

۱۲
بہت کچھ لکھ چکے ہین گرچہ استادانِ نام آور
کلام حضرت محسن ولا اورون سے ہے بہتر
سبھون کا طرز ہے ایکی سبھونکا ایک ہی مسطر
مگر جدت کو بدعت جانتے ہین سب سخن پرور

سراپاے نبی مین بھی نرالا ڈھنگ ہے اپنا
فن تصویر مین بھی اور ہی کچھ رنگ ہے اپنا

باب اوّل متعلق بہ تعمیمات سراپای مبارک

چھرۂ مبارک

۱۳
منم آن چھرہ پردازے کہ نقش چھرہ بردارم
نگہ دارم کہ از ابروے او تیغے بسر دارم
بپرداز نقوشش از نکاتِ او خبر دارم
بحفظ خویشتن موضوع خود پیش نظر دارم

زجامِ چشم مخمورش بمدہوشی کنم کارے

کہ نایداے **ولا** ہرگز زدست صنع ہشیارے

۱۴
ولا چہرہ مرا روشن ہے وصف رخ تابان سے
نکل آتا ہے چہرہ چاند بنکر جیب گریبان سے
یہی ہے چاند کی منزل بروج جسم انسان سے
نقاب حسن اٹھجاتی ہے پھر چشم سخندان سے

منم آن چہرہ پردازے کہ بوسد آسمان دستم
بصنعت اوستادِ چہرہ پردازِ جہانستم

۱۵
یہی چہرہ بنا حسن آفرین سارے حسینونکا
یہی چہرہ ہے انداز حسین سب نازنینونکا
یہی چہرہ جمالِ دلنشین حسن آفرینونکا
یہی چہرہ ہے نقشِ دوربین باریک بینونکا

منم آن چہرہ پردازِ گلِ رنگینِ روے او
کہ آب و رنگ صد بستان فداے رنگ و بوے او

۱۶
مکمل مصحف عارض اسی کا ایک پارہ ہے
(چمن رخسار) کا اس گلشن رخ مین نظارہ ہے
ولا انگشت بینی بھی اسی کا اک اشارہ ہے
گل گوش مبارک بھی اسی کا گوشوارہ ہے

اسی کو مطلع خورشید و برج ماہ کہتے ہین
ہم اسکو چہرۂ پاکِ رسول اللہ کہتے ہین

۱۷
اسی چہرے مین ہر اس شاہ کی پیشانی انور
اسی مین دیدۂ حق بین بصیرت کا بنا جوہر
اسی مین ابروے پرخم اسی مین زلف سرتا سر
اسی مین عارض گلگون اسی مین بینی اطہر

ف چہرہ پرداز جہان کنایہ از آفتاب ۱۲

اسی مین وہ لب جان بخش ہے چاہ زنخدان ہے
اسی مین ہے دہن جسکے صدف مین سلک دندان ہے

۱۸
اسی چہرے مین ہے لیلےٰ سواد زلف پیچان سے
اسی چہرے مین یوسف آپکے چاہ زنخدان سے
اسی چہرے مین ہے شیرین لب شیرین کے عنوان سے
اسی چہرے مین حوران جنان رخسار تابان سے

اسی پر خالق حسن آفرین سو دل سے عاشق ہے
یہی چہرہ جمال و حسن و رعنائی کا خالق ہے

۱۹
اسی چہرے کو کہتے ہین کتابی سب سخن پرور
اسی مین خط سے ہین اشعار وصف روے پیغمبر
اسی مین صفحۂ عارض شکن ہاے جبین مسطر
کتابی چہرۂ انور کا شیرازہ ہے زلفون پر

روایات مبین مین ہر جگہ اسکے اشارے ہین
ولا یہ کارنامے کاتب قدرت کے سارے ہین

جسم مبارک

۲۰
صفات جسم اقدس مین کچھ ایسا لطف پاتا ہون
خیال حسن مین آپے سے باہر ہوی جاتا ہون
مسرت سے مین جامے مین نہین پھولے سماتا ہون
کبھی ہنستا ہون مثل گل کبھی مین مسکراتا ہون

کچھ ایسی تازگی میرے تن لاغر نے پائی ہے
بڑھاپے مین نئے سر سے جوانی واپس آئی ہے

۲۱

ولا جسم مبارک نور یزدانی کا پتلا ہے
اسی نور مجسّم کا مرقّع یہ سراپا ہے

جسے خود اپنے ہاتھون صانع قدرت نے ڈھالا ہے
اسی کا عکس ہے جرم قمر خورشید سایا ہے

زمین پر عمر بھر ہم نے نہ پایا اسکے سائے کو
سمجھتے ہی نہ تھے کچھ آج تک ہم اس کنائے کو

۲۲

اسی جسم منوّر مین ہین سب اعضاے نورانی
اسی سے ہم کو آتے ہین نظر انوار رحمانی

چمکتی اس مین ہین آنکھین منوّر اسمین پیشانی
اسی مین آئینے ہین اور آئینون مین حیرانی

اسی مین ہین کرشمے جلوۂ اسرار عالم کے
اسی مین جا بجا پائے اشارے اسم اعظم کے

۲۳

اسی مین کان ہین دریا ہین جنمین لعل و گوہر ہین
اسی مین بلبل و گل قمری و سرو و صنوبر ہین

اسی مین آسمان ہین جنپہ مہر و ماہ و اختر ہین
اسی مین نیزہ و تیر و کمان شمشیر و خنجر ہین

مزا ملتا ہے اس تشبیہ کا ہر اک سخندان کو
سزا کافر کو ملتی ہے جزا مرد مسلمان کو

۲۴

سراپا تھا تناسب آپکے اعضاے روشن مین
بڑھاپے مین جسامت تھی مگر سستی نہ تھی تن مین

گٹھیلا تھا بدن پھرتی نظر آتی تھی بچپن مین
ولا قوت نہ تھی ایسی کبھی جسم تہمتن مین

مرا تن من فدا اس جثۂ نازک کی نرمی پر

تصدق گرمجوشی خلق کی۔ اس تن کی گرمی پر

۲۵
تناور تھے تن آسانی سے دائم آپکو نفرت — نہ تھی تن پروری تھی تندہی سے آپکو الفت
تن تنہا کیا کرتے تھے اپنی قوم کی خدمت — اسی سے تندرستی آپکی تھی جسم کی زینت

ولاؔ تن زیبؔ کی حاجت نہ تھی خود جسم تھا جوہر
رہا کرتی تھی چادر آپکے اعضاے روشن پر

۲۶
سراپا (جسم اقدس کا سراپا) ہے مرا حامی — اسی خُلق مجسّم کے سراپا سے ہوا نامی
دلاتے ہین بھروسہ ہر طرح آئین اسلامی — قیامت مین ولاؔ ممکن نہین اب میری ناکامی

جلائیگی نہ دوزخ اب قیامت مین مرے تن کو
وسیلہ اپنا کرونگا ولاؔ اس جسم روشن کو

پوست مبارک

۲۷
زجلدش پوستؔ برکردن چرا ترک ادب باشد — ہمانا ترکش از اہل سراپا بے سبب باشد
سکوت از دقّت مضمون ولاؔ حفظ تعب باشد — پئے وقت پسند این امتحان وجہ طرب باشد

سراپا خامۂ من پوستؔ می انداز از ہیبت
دلا سا میشود از دست تا با او کند ہمّت

۲۸
تن سیمین پہ نازک پوست۔ ریشم کی قبا کہئے — بدن پر موے نازک جا بجا ہین انکو کیا کہئے

لہ تن زیب نام پارچہ — ایست باریک پشمینہ ۱۲
سلہ پوست برکردن کنایہ از تحقیق بیان کردن و اظہار ما فی الضمیر کردن ۱۲
سلہ پوست انداختن بمعنی فنا شدن ۱۲

یہ گلبوٹے ہین اُس کو جامۂ نہکی عبا کہیے
سخنگو کچھ نہ کہیے صرف نورانی ردا کہیے

مشجّر پوستین گلبدن ہے فصل سرما مین
ولاؔ آبِ رواں یا ریشمی ململ ہے گرما مین

۲۹
قباے گل گلابی جسم پر حُسنِ نزاکت ہے
رگونکی سبز بیلین جامدانی کی شباہت ہے
مقدس پوست کی نرمی مین ریشم کی لطافت ہے
یہان یہ دستکاری صانعِ قدرت کی صنعت ہے

حقیقت اسکی کہدی پوست کندہ اے ولاؔ ہم نے
صلے مین کی عطا اک پوستین خُلقِ مجسّم نے

رنگ مبارک

۳۰
ولاؔ رنگِ سخن ایسا نہ تھا آگے کبھی اپنا
ادب سے اُڑ گیا اس رنگ مین رنگِ نوی اپنا
یہان رنگ طبیعت آج ہے کچھ اور ہی اپنا
اُلجھ جاتا ہے رنگ آمیزیِ مضمون سی جی اپنا

سراپا مین بندھا جب رنگ ذوق لفظ و معنی کا
حیا سے رنگ پھیکا پڑ گیا بھزاد و مانی کا

۳۱
مرے ممدوح محبوب خدا کی موہنی صورت
یہی تصویر عکسی ہے یہی ہے عکس کی رنگت
مری رنگینی تحریر کو اس رنگ سے اُلفت
اب اس تصویر مین کچھ رنگ بھرنیکی نہین حاجت

یہی ہے رنگ نازک عکس ہے یہ نور ایمان کا

آبِ رواں - ایک باریک کپڑا کا نام (امیر اللغات)

نظر آتا نھین سایہ اسی سے جوہر جان کا

کسی کا رنگ گورا ہے کسی کا رنگ کالا ہے
مرے اس بندے نے کیا رنگ سو نیرنگی نکالا ہے
۳۲ مگر اپنی صباحت مین یہ گورون سی نرالا ہے
گلابی رنگ اس کا صبح گلشن کا اُجالا ہے

سخن سنجان اردو گوری رنگت اسکو کہتے ہین
حسینان عرب حسن صباحت اسکو کہتے ہین

بغیر رنگ آمیزی یہان ہم صاف کہتے ہین
صباحت کو چمک کو رنگ کے وصاف کہتے ہین
۳۳ اسی رنگت کو ارباب بلاغت صاف کہتے ہین
اسی تن کے گلابی رنگ کو شفاف کہتے ہین

بہر ساعت ولا بر می کند آن لالہ رو رنگے
کہ دارد آب و رنگش در بدن پیراہن تنگے

صباحت آپکی رنگت کی تعریف حقیقی ہے
ولا تشبیہ گلروئی یہان کیسی رنگیلی ہے
۳۴ اسی خورشید روسے ماہ کامل کی تجلی ہے
کہا اس رنگ کو رنگین بیانون نے گلابی ہے

سراپا اس سپیدی مین ولا سرخی جھلکتی تھی
پسینے سے گلابی عطر کی خوشبو مہکتی تھی

قامت مبارک

کھڑا ہون اے ولا تصویر قامت کیلئے تن کر
۳۵ عروس فکر بھی آئی ہے بر مین آج بن ٹھن کر

مضامین سامنے آئے چلے جاتے ہین بن بنکر
مرا محبوب جب چلنے لگا سروِ روان بنکر

اگر ایا مین نے پھر چلتی ہوئی تصویر کا خاکا
سراپا یہ وہی ہے قامتِ دلجوے رعنا کا

٣٦
وؔلا طفل قلم نے کیا سہانا ناق نکالا ہے
محبت کیون نہو یہ ہاتھ کی گو دیکا پالا ہے
اسی نے میری صناعی کی رونق کو سنبھالا ہے
سمجھتا ہون کہ آگے چلکے یہ کچھ ہونیوالا ہے

سہارے سے اسی قامت کے یہ کاغذ پہ چلتا ہی
صفات قد مین یہ مجھ سے بھی آگے چل نکلتا ہی

٣٧
قدِ موزونکو شاعر مصرع برجستہ کہتے ہین
ہم اسکو منتخب اشعار کا گلدستہ کہتے ہین
ملائک سروِ قد کو سدرۂ نورستہ کہتے ہین
اسی کا ہم وؔلا شمشاد کو وابستہ کہتے ہین

کہاہے مکیون نے نخل بستان عرب اسکو
عجم مین نونہال ہاشمی کہتے ہین سب اسکو

٣٨
تصدق ہوگئی خوبون کی رعنائی اسی قدپر
ہوئی قربان حسینونکی دل آرائی اسی قدپر
وؔلا اوصاف مین ہے ختم زیبائی اسی قدپر
رسالت کی قبا زیبا نظر آئی اسی قدپر

اگر ہم دیکھ پائین ایک لٹکا حُسنِ قامت کا
تو پھر چرچا ہو اس عالم مین آثارِ قیامت کا

۳۹
قد بالا ترا روشن ہوا تیری امامت سے
تری تکبیر نے واقف کیا قد اور قامت سے
تری ہم اقتدا مین ہوگئے غافل اقامت سے
ملی یہ آج دولت ہم کو مسجد کی اقامت سے

زقامت کر ونت دریافتم حسنِ قد و قامت
سرم در اقتداے سجدہ قربان شد بر قامت

۴۰
تری قامت مین ہے حسنِ سراپا کس قیامت کا
قیامت کو تری ٹھوکر سے ڈر ہے اپنی شامت کا
قیامت عکس ہے آئینۂ تصویر قامت کا
گریبان چاک ہے پیراہن صبح قیامت کا

نہ ٹھوکر تونے ماری قبر پر مُردے نہ جی اُٹھے
تری تعظیم کو ہان سروقد سارے نبی اُٹھے

۴۱
قد آور سے مرا ممدوح اپنے قد مین چھوٹا ہے
شمائل مین میانہ قد اسے یوسف نے لکھا ہے
کسی کوتاہ قد کی ہمرہی مین سرو بالا ہے
قد و قامت مین یہ سرورِ وان دلجو دل آرا ہے

اسی قامت کو اجرام فلک سدرہ سمجھتے ہین
اسی قامت کو سب حور و ملک طوبےٰ سمجھتے ہین

ملبوس مبارک

۴۲
لباس نظم پہناتا ہون مین نثرِ رسائل کو
تعلق جسطرح اعضا سے قائم ہے خصائل کو
یہان یوسف بن اسمعیل کے گنج فضائل کو
مجازی حسن سے نسبت ہے ملبوسِ شمائل کو

ہ اقامت بمعنی تکبیر
نماز ،،
ہ قامت کردن بمعنی
عرض ،،
تکبیر
ہ یوسف بن اسمعیل
صاحب شمائل ،،

حقیقی حُسن محتاج لباس زر نہیں ہوتا
بلوریں دانۂ روشن کبھی گوہر نہیں ہوتا

۴۳
وَلاؔ گل پیرہن کو احتیاج پیرہن کیا ہی
جمال گلبدن[1] کو افتقار گلبدن[2] کیا ہی
کسی سیمیں بدن کو اعتناے زیبِ تن کیا ہی
گل خوش رنگ و بو کو حاجتِ سیرِ چمن کیا ہی

لباسِ مکر میں جو حُسن عارض کو دکھاتے ہیں
حقیقت میں وَلاؔ نقال بنکر منھ چڑھاتے ہیں

۴۴
لباس اس سیدِ ابرار کا چھ ہاتھ کی چادر
بدل تھی آپکی شلوار کا چھ ہاتھ کی چادر
عوض عمامہ و دستار کا چھ ہاتھ کی چادر
دو شالہ تھی مرے سرکار کا چھ ہاتھ کی چادر

بس اس سادگی سے آپ فرماتے تھے دنیا میں
تکلف آپکا مخصوص تھا ملبوس زیبا میں

۴۵
پہنتے تھے لباسِ فاخرہ قاصد کے آنے پر
سحابِ فرق سے موسوم تھا عمامہ اطہر
حریرِ تن پہ رہتی تھی قبا اور صوف کی چادر
نہ عمامہ ٹوپی بھی رہا کرتی وَلاؔ اکثر

قمیص سیدِ عالم کبھی زیرِ قبا ہوتا
کبھی ریشِ مبارک پر وہاں ڈہاٹا بندھا ہوتا

۴۶
کبھی آپ ایک ہی چادر سے سترِ دست و پا کرتے
کبھی اپنی قبا کو دوشِ اقدس کی ردا کرتے

[1] گلبدن. معشوقہ
[2] گلبدن پارچہ ریشمی ۱۲

کبھی ملبوس تن مین لنگ ہی پر اکتفا کرتے — کبھی اپنے قمیص صوف مین دن بھر رہا کرتے

قباے گل سہاتی تھی مرے محبوب کے تن پر
گل بستان سے گلبوٹے بنے تھے اسکے دامن پر

۴۷
نماز عید مین رہتا تھا گلگون چادرا تن پر — رہا کرتی تھی اکثر صبح مین شبگون ردا تن پر
خطوط سبز کی چادر کبھی رہتی ولا تن پر — ہوا کرتی تھین اکثر چادرین دن بھر فدا تن پر

شرف راتون مین ملتا تھا ردا ے زعفرانی کو
ولا اعزاز دن مین چادر بُرد یمانی کو

۴۸
قمیص اقدس تن تھا شباہت مین عباے گل — قباے پاک رنگینی مین اپنی تھی قباے گل
چمن مین بلبل رنگین نوا مدحت سراے گل — فدا محبوب پر ہم جس طرح بلبل فداے گل

تصدق آپکی چادر پہ زرین چادر ترسا
رداے کحلی و نیل آپ کی چادر پہ تھی شیدا

۴۹
ازار پاک ہے پاجامۂ سرکار عالی شان — اسی کا نام ہے شلوار اسی کا نام ہے تنبان
سخن گوے زبان آور چہ خوش گفتست در ایران — ازار لالہا قائم کند گہ پایہ بر دامان

ولا لنگ مبارک ہمقدم کالی ردا کی تھی
یہی لنگ کمر کافر کے حق مین لنگ خاکی تھی

بُرد بمعنی چادر مخطط و بُرد یمانی بمعنی نوعی از چادر مخطط که از یمن آرند
زرینه ۱۲ چادر زرتار آفتاب ۱۲
رداے کحلی و نیلی آسمان و شب ۱۲
لنگ کمر یعنی لنگ و نام رقص از کشتی ۱۲
لنگ خاکی، نام لنگ و شکست حریف در کشتی ۱۲

۵۰
وِلاؔ کفار مین جا پرسے جسنے پاؤن پھیلایا
جگایا جس کسی کی آنکھ پر پردہ پڑا پایا
وہین اسکی خبر لی آپ نے ایسی کہ گھبرایا
صفات پردہ پوشی تھے اسی ملبوس کا سایا

نھو گا شاعرون مین ہم سے بڑھکر کوئی خوش قسمت
صلے مین اس سراپا کے وِلاؔ ہم کو ملا خلعت

سایۂ مبارک

۵۱
کھڑا تھا روبرو پایا نھین اس جسم کا سایا
ہوا باریکیون سے موقلم قاصر تو گھبرایا
نہ آیا کیا مرے[1] مین عکس پھر فوٹو سے باز آیا
وِلاؔ حلیہ نویسی مین قیافے کا مزا پایا

سراپا چشم ہون آنکھون مین سُرمہ ہے بصیرت کا
مین اس صورت مین پاتا ہون تطابق حُسنِ سیرت کا

۵۲
تری صورت کے پرتو ہین مہ و خورشید گردون پر
نگہ آنکھون کی بے سایہ ہے جب آنکھون مین ای سرور
زمین پر جو ہر روشن کا سایہ پھر پڑے کیونکر
تو پھر امکان سے باہر ہے عکس قامت انور

حقیقت نور کی بے سایگی کی یون نظر آئی
چمک[2] مخفی رہی فوٹو مین او صورت اتر آئی

۵۳
وِلاؔ شمع منور کا ہے پرتو روشنی اسکی
ضیاے نورِ خورشیدِ فلک پرتو بنی اسکی
قمر کا سایۂ روشن چھٹکتی چاندنی اسکی
کسی جوہر سے ہے وابستہ سایہ افگنی اسکی

[1] کیا مراد از عکس ۱۲
[2] اشارہ بہ ظہور عالم در عکس ۱۲

ضیاے مہر و مہ کا ہم نے جب سایا نہین پایا
تو پھر اس جوہرِ اجرام کا کیونکر پڑے سایا

۵۴
نہین پڑتا زمین پر روح کا سایہ لطافت سے
تنِ نازک ہے فائق جوہرِ جان پر نظافت سے
عیان ہے سایۂ تن روزِ روشن مین کثافت سے
عجب ہے لے اُڑا اپنی فراست او ظرافت سے

تعجب کیا اگر سایہ نہین روحِ مجسم کا
سراپا نور سارا جسم تھا سردارِ عالم کا

۵۵
اسی سائے کو ہم کہتے ہین ظلِّ عاطفت تیرا
قیامت تک رہیگا فرق عالم پر ترا سایا
سراپا ہے کنائے مین یہان پہلو حقیقت کا
یہ وہ سایہ ہے جس سائے کو آنکھون نے نہین دیکھا

نظر آنے لگا کیون۔ کیا یہ کوئی چترِ شاہی ہے
یہ وہ سایہ ہے جو ہمسایۂ ظلِّ الٰہی ہے

۵۶
کسی کے سر پہ ہے ظلِّ ہما یا شاہ کا سایہ
کسی کا چاہتا ہے دل کسی درگاہ کا سایہ
کسی پر سایۂ جن یا ہے مہر و ماہ کا سایہ
مسلمانون کے سر پر ہے رسول اللہ کا سایہ

کوئی سایے مین آتا ہے کوئی سایے سے ڈرتا ہے
ترا مداح ظلِّ عاطفت مین چین کرتا ہے

خوے مبارک (پسینہ)

۵۷
ولا وصفِ عرق مین قلتِ مضمون جو پاتا ہون — طہارت کے بہانے سے پسینے مین نہاتا ہون
کبھی بحرِ سخن مین کہا کے غوطہ ڈوب جاتا ہون — کبھی خوش قسمتی سے گوہرِ مقصود لاتا ہون

کبھی چہرے سے بہتا ہے عرق اور گاہ پہلو سے
ندامت سے ٹپکتا ہے پسینہ ہر بُنِ مُو سے

۵۸
پسینہ اس تنِ نازک مین جب کثرت سے آتا تھا — جمالِ جانفزا بحرِ تفکر کو دکھاتا تھا
نزولِ وحی پر جب فکر سے دل ڈوب جاتا تھا — وہ اپنے بوجھ کی گرمی پسینے سے بہاتا تھا

جہان حسنِ شمائل مین ہوا ہے ذکر سینے کا
وہان ہے جابجا مذکور کثرت سے پسینے کا

۵۹
پسینہ آپکا شبنم ہے یا آبِ گُلِ تر ہے — گلابی عطر سے وہ سینۂ اقدس معطر ہے
جو گیسو سے ٹپکتا ہے وہ عطرِ مشک و عنبر ہے — جو عارض سے گراکرتا ہے وہ نایاب گوہر ہے

ٹپکنے مین یہ قطرے اس قدر خوش آب ہوتے ہین
ندامت سے ولا دلمین گہر آب آب ہوتے ہین

۶۰
ٹپک پڑتی تھی خوشبو جسمِ اقدس کے پسینے سے — ٹپک جاتے تھے قطرے روے روشن اور سینے سے
گراکرتے تھے قطرہ بن کے موتی آبگینے سے — چمک فائق رہا کرتی تھی جوہر کے نگینے سے

قبا مین پھیلتی خوشبو تو لے اُڑتی نسیم اس کو

سلہ پیلون کا ترجمہ
سکہ (مدرجات ع) بعد
گلاب از دو دیوار

اسی سے باغ مین کہنے لگے مشکین شمیم اسکو

کہا ہے راویون نے عطر سے رغبت تھی حضرت کو بیان کرتے ہین سب اہلِ شمائل اس روایت کو	۶۱	پسینہ آپکا مرغوب تر تھا ساری امت کو بڑھا دیتا تھا سرور کا پسینہ انکی نکہت کو

وہان ہے عطر خالص - روح - اجسام معطر کی
پسینے مین یہان گویا کھنچی ہے روح - جوہر کی

ولا جس راستے سے سرورِ عالم گزر جاتے کبھی دیگر پسینہ جسم پر ملنے کو فرماتے	۶۲	مرورِ پاک کو سب لوگ بوے پاک سے پاتے جسے اہل مدینہ اپنے کپڑون مین لگا لاتے

پسینے کا عطا شیشہ ہوا تھا بنتِ عتبہ کو
تعجب جسکی خوشبوئی پہ تھا اہل مدینہ کو

پسینے آرہے ہین اے ولا سر تا قدم مجکو خدا جانے یہان پھر روکتا ہے کیون قلم مجکو	۶۳	اسی بوے مفرح نے رکھا ہے تازہ دم مجکو ارے دس بند وہ لکھنے بھی دیتا کم سے کم مجکو

کنون خوے می چکد از ہر بنِ موے تنم اینجا
کہ از وقت اپسند ان مضامینش منم اینجا

باب دوم متعلق بہ تخصیصات سراپای مبارک

سرِ مبارک

۶۴
ولا وصفِ سرِ اقدس مین خامہ سر سے چلتا ہے
روان ایسا ہے کو سون سر کے بل وہ چل نکلتا ہے
سراپا مستعد ہے منزلون چلکر نہ بہلتا ہے
اگر مین رو کتا ہون مجھپہ وہ آنکھین بدلتا ہے

مجھے اہلِ سخن اپنے سر آنکھون پر بٹھاتے ہین
مری تعریف مین بزمِ سخن سر پر اُٹھاتے ہین

۶۵
مرا مطلع ہے سر جسمِ سراپاے محمدؐ کا
سراپا نور کا پتلا ہے ایجان جسمِ احمدؐ کا
سرِ سرور ہے قبۂ گنبدِ نورانیِ قد کا
یہی سر تاج ہے۔ سرور ہے۔ سرِ دارانِ شد کا

اسی کی پادشاہت ہے۔ مسلّم کشورِ تن پر
اسی کا ہے ٹہکانا قصرِ گردون بامِ گردن پر

۶۶
یہ وہ سر ہے کہ سردارانِ عالم جسپہ قربان ہین
تصدق فرق کی بیدار مغزی پر دل و جان ہین
یہ وہ سر ہے کہ آنکھین سر بسر جسکی نگہبان ہین
اجودانِ[له] دو گوشِ حق نیوش اس سر کے دربان ہین

اسی سلطانِ تن کا گردنِ سیمین پہ دیوان ہے
دلِ خدمت پسند اس خسروِ ذیشان کا دیوان ہے

۶۷
اسی کی اوّلیت کو تفوّق ہے کل اعضا پر
اسی سر کو صدارت جملہ اعضاے رئیسا[له] پر
حکومت ہے اسی کی جسم کے ادنےٰ و اعلےٰ پر
اسی کی سروری قائم زبانِ نطقِ گویا پر

مدمّغ یہ نہین ہے اور عالی ہے دماغ اس کا

له اجودان بمعنی دربیگی ۱۲
له اعضاے رئیسہ دیکھو جریدۃ السیر کا صفحہ ۱۲۳ جس مین اسکی بحث ہے ۱۲

اسی کے لب سے نورانی ہے لعلِ شبچراغ اس کا

۶۸
اسی کی دوربینی کا ذریعہ آنکھ کا چشما
دہن سے اس سخن پرور نے پایا ذوق کا چسکا
سماعت کا وسیلہ کان ہے اس کا جگر گوشا
ولا اوصاف کی ہے ناک وصفِ شامۂ اسکا

خبر حِس کی اسی سرور کو ہاتھون ہاتھ جاتی ہے
اسی سے ہر بنِ انگشت مین حِس آہی جاتی ہے

۶۹
اسی مین ہین خم ابرو سے دو شمشیرِ پُر جوہر
اسی مین ہین لب و دندان سے کان لعل مین گوہر
ولا آنکھون کے دمبالون سے ہین آتی وہ خنجر
اسی گلزار مین چاہِ ذقن سیبِ زنخدان پر

اسی مین خال تھا اب ہم خطِ عارض کو پاتے ہین
کبھی تھا تخم ریحان آج سبزے لہلہاتے ہین

۷۰
اسی محبوبِ سرکے عارض گلگون پہ ہین دو گل
اسی محبوب کی ہین دونون زلفین غیرتِ سنبل
انھین گلہاے رنگین کا دل مداح ہے بلبل
اسی محبوب کے ہے نا چیپے پر طرۂ کاکل

اسی محبوب کے چاہِ ذقن سے آبیاری ہے
اسی محبوب کی ریح نَفَس دہہاری ہے

۷۱
اسی محبوبِ سرکی ہے جبین اک مطلع انور
اسی محبوب کے الماسِ دندان سے خجل گوہر
اسی محبوب کے عارض ہین مہر و ماہ سرتا سر
اسی محبوب کا یاقوتِ لب ہے لعل کا جوہر

خمِ شمشیر اس محبوب کے ابرو سے ہے نادم
اسی محبوب سر کی آنکھ کے ہتیار ہین خادم

بڑا تھا آپکا سر یہ بزرگی عین حکمت تھی
بظاہر آپ تھے اُمی مگر خالق کی قدرت تھی
۲،
سراسر یہ کیست عقلِ کامل کی علامت تھی
کہ باطن مین یہان علم لدنی کی فضیلت تھی

ولا اہلِ شمائل متفق ہین سر کی عظمت مین
وہ فردِ منتخب تھے دانش و عقل و فراست مین

معاصر جانتے ہین سب مرے اشغال کی کثرت
مگر کم فرصتی مین مین نے کی اس کام کی ہمت
۳،
یہان کامون سے مجکو سر اُٹھانے کی نہ تھی فرصت
کسی کا ہاتھ تھا سر پر ٹھکانے لگ گئی محنت

یہ فرمانے لگے سب سرپرستانِ سخن یکسر
ولا وصفِ سرِ سرکار کا سہرا ہے تیرے سر

دماغ مبارک

ولا ہونے لگا روشن دماغون مین شمار اپنا
ملا عالی دماغی کا لقب۔ یہ ہے وقار اپنا
۴،
بڑہا وصفِ دماغِ سروری سے افتخار اپنا
خطابِ خوش دماغی نے بڑہایا اعتبار اپنا

دماغے سوختم[1] در مدحتِ روشن دماغِ او
بہ بزمِ تیز مغزان چون بچشم آمد چراغِ او

[1] دماغ سوختن یعنی محنت شاقہ کردن ۱۲

۵
بدن مین مغزِ روشن آپکا اک شمع روشن ہے
شگفتہ گل ہے وہ روحِ چمن اور جان گلشن ہے
تجلی اسکی ساری تن مین مثلِ شمعِ ایمن ہے
اسیکے رنگ و بوسے رونق آبادی تن ہے

اسی جوے روان سے باغ تن شاداب ہوتے ہین
اسی برقِ نہان سے تازہ دم اعصاب ہوتے ہین

۶
تجھے بھیجا خدا نے ہم نے پایا تجکو قسمت سے
تیری بیدار مغزی نے جگایا ہم کو غفلت سے
بنے ہم پختہ مغز اے رہنما تیری فراست سے
تری روشن دماغی نے بچایا ہم کو ظلمت سے

ز ہشیاری دماغی دادم آرایش بہ تعریفت
کہ مستی را نمیدانم سزاے حسنِ توصیفت

۷
تری ہشیار مغزی سے ہوئی غفلت تہ و بالا
تری عالی دماغی کا ہون مین پہچاننے والا
دماغِ خشک کو تیرے دماغِ تر نے لے ڈالا
تری روشن دماغی نے کیا ظلمت کا منہ کالا

دماغ من بہ بالا می برد وصفِ دماغ تو
کہ بالاخانۂ مغزت بیفروزد چراغ تو

۸
ہوئی قائم شریعت اس دماغ و دل کے سرور سے
کھلی ہم پر حقیقت اس دماغ و دل کے جوہر سے
ملی راہِ طریقت اس دماغ و دل کے رہبر سے
ہوئی ہم کو محبت اس دماغ و دل کے دلبر سے

دماغم گرم کن جانان کہ ذوق زندگی دارم

ملہ مثل شمع ایمن تجلی حق تعالی ۱۲
سے دماغ آرایش دادن آرایش شدن ۱۲
سے دماغ بالا بردن مدح کردن ۱۲
سے دماغ گرم کردن یعنی تندرست داشتن ۱۲

دمٌا غم نرم کن آقا کہ شوق بندگی دارم

۷۹ غمِ اُمت مین ہیہوںکا نہ تھا دل داغ داغ ایسا — نہ تھا اُمت کی بخشش کی خوشی مین باغ باغ ایسا
کروڑون مین نہ پایا ہےنے دل ایسا دماغ ایسا — نہ دیکھی کان ایسی اور نہ لعلِ شبچراغ ایسا

ولا روشن خیالی مین ملا ایسا دماغ اس کو
کہ کہتی ہے بلاغت آج لعلِ شبچراغ اس کو

۸۰ فصاحت جوہر آئینۂ ہوش اسکو کہتی ہے — متانت آپکی (ہشیارِ خاموش) اسکو کہتی ہے
شجاعت آپکی جرارِ پرجوش اسکو کہتی ہے — کرامت آپکی مغزِ خطاپوش اس کو کہتی ہے

ابھی تازہ ہے اس مضمون کے صدقے مین دماغ اپنا
ولا شاداب ہے وصفِ دماغ تر سے باغ اپنا

گیسوے سرِ مبارک

۸۱ ہمہ دانی مین تھا سودا اسی تصویرِ گیسو کا — بنایا مُو قلم ہر ایک اپنے موے ابرو کا
عبث تھی موشگافی تھا نہ یہ کام اسکے قابو کا — بنا خاکا نہ اُس سے یک سرِ مو یک سرِ مو کا

مسلسل ہر بنِ مو سے تھی کوشش عمر بھر جاری
مگر یان بال بھر چلنے نہ پائی اُس کی عیاری

۸۲ کھڑے ہوتے ہین میرے جسم پر سب بال دہشت سے — مین با پر اُترونگا یارب کس طرح گیسو کی خدمت سے

دمِ نرم کردن یعنی مطیع کردن و تحمل دادن

بنا سکتا ہون مین گو بال کا کھال نزاکت سے
اگر مین کام لیتا ہون یہان اپنی صداقت سے

قولاً ان گیسوون کا بال سے باریک تھا مضمون
کمالِ موشگافی سے مرا مقصد ہوا موزون

۸۳
یہان تعمیم گیسو مین ہین داخل سب مقدس مو
مگر ہم کو سرِ اقدس کے یان مقصود ہین گیسو
خط و ریش و بروت و زلف و مژگان کاکل و ابرو
سراسر جو تھے نرم و صاف ستھرے عنبرین خوشبو

اتر آتے تھے یہ گیسو کبھی گردن سے شانون تک
کبھی رہتے تھے یہ اس سرورِ عالم کے کانون تک

۸۴
شمائل کیا بیان ہون اے ولا گیسوے سرور کے
بہت کالے تھے گیسوے مبارک آپکے سر کے
ٹلتے تھے سراپا۔ مو بمو زلف معنبر کے
نہ چھوٹے تھے نہ پیچیدہ بہت۔ گیسو پیمبر کے

عجم کے بال ہین چھوٹے۔ عرب کے بال پیچیدہ
یہ ان دونون مین چیدہ حسن آویزش مین سنجیدہ

۸۵
زبان پر گیسوونکے جابجا اذکار ہین قائم
روایات سلف مین معتبر آثار ہین قائم
شمائل مین رسول اللہ ﷺ کے اسرار ہین قائم
مسلمانونکے قبضے مین ولا آثار ہین قائم

صحابہ جب کبھی اصلاحِ سرور کی خبر پاتے
ہر اک گیسوے اقدس کو وہ ہاتھون ہاتھ لیجاتے

یہی گیسو پر یزادون کے مُنہ پر حُسنِ صورت ہین یہی گیسو مری آنکھون مین تصویر نزاکت ہین	۸۶	یہی گیسو حسینون کیلئے چہرے کی زینت ہین اسی گیسو پہ قربان گیسوِ حوران جنّت ہین
		اسی گیسو سے پیشانی نے پایا طرّہ کاکل اسی گیسو سے عارض پر ہین زلفین۔ باغ مین سنبل
اسی گیسو مین ہین گیسوے پیچان گیسوِ پُرخم بنے ہین مو قلم تارِ نگہ۔ تارِ نفس باہم	۸۷	اسی گیسوے مشکین پر تصدق گیسوِ عالم سرِ مو فرق اس تصویر مین پاتے نہین کچھ ہم
		شبِ معراج مین پایا ہے ہم نے رشتۂ جان کو انھین سے موشگافی ہاتھ آئی ہے سخندان کو
ولا تصویر گیسو ہم نے کہینچی ہے نزاکت سے ٹھکانے لگ گئی محنت ہماری اپنی قسمت سے	۸۸	نظر آتا ہے ہر اک بال اپنے حُسنِ صنعت سے صلے مین مل گیا موے مبارک ہم کو حضرت سے
		مدد اس سے لیا کرتے ہین ہم وقتِ مصیبت مین مشرّف ہم ہوا کرتے ہین تاریخ ولادت مین

فرقِ سر مبارک

یہان تصویر فرقِ فرقِ اقدس کے بندہی سامان وہی خضرِ طریقت تھا ہمارا جسپہ ہم قربان	۸۹	نہ آتی گرمدد شانے کی ہم ہوتے بہت حیران ملی ظلمات مین نہر روانِ چشمۂ حیوان

وِلَا پیاسے کو جب نعمت ملی اس آب صافی کی
کھلی اس جوے گیسو سے حقیقت موشگافی کی

وِلَا اس راہ سے اپنا گزر مشکل نظر آیا
نگہ بڑھنے لگی آگے تو پھر سر اپنا چکرایا
۹۰
اجازت پائی آنکھون نے مگر دل اپنا گھبرایا
نظر کا بھی گزرنا سر بسر ترکِ ادب پایا

اجازت مانگ کر شانہ اسی پر سر سے چلتا ہے
بُنِ مو سے سرِ مو تک وہ سیدھا چل نکلتا ہے

نکلتی ہے اسی اک راہ سے تبخیر تالو کی
اسی فرق مبارک سے ہوئی تفریقِ گیسو کی
۹۱
اسی سے ہم نے پائی ہے نزاکت سرِ بنِ مو کی
وِلَا اس بحرِ اسود سے ہے روشن سلکِ لولو کی

شب دیجور میں ہے کہکشاں اس فرقِ نور سے
یہی نہرِ روان جاری ہوئی ہے حوضِ کوثر سے

ہمیشہ یہ رہا کرتی ہے مخفی داخلِ گیسو
یہی صغریٰ و کبریٰ کا نتیجہ حاصلِ گیسو
۹۲
یہی ہے فارقِ گیسو یہی ہے واصلِ گیسو
سرِ انور میں تھی فرقِ مبارک فاصلِ گیسو

یہی اپنی صراطِ مستقیم باغِ جنت ہے
یہی راہِ نجاتِ کُل سیہ کارانِ اُمت ہے

سجاتے ہیں اسے خوبانِ عالم سلکِ گوہر سے
۹۳
یہ گویا موتیونکی مانگ ہے قائم نئے سر سے

کبھی بہتر نہین ہے یہ سجاوٹ صنع داور سے
ہوا فرقِ حق و باطل عیان اس فرقِ انور سے

ولاؔ فرقِ نبی فارق ہے مشرک اور مسلمان کی
وہ یکتائی سے شاہد بنگئی توحید یزدان کی

۹۴ سخندانانِ اردو اس کو فرقِ حور کہتے ہین
بلیغانِ عرب شہ راہِ کوہِ طور کہتے ہین
فصیحانِ عجم صبحِ شبِ دیجور کہتے ہین
ولاؔ ہم اس کو حسنِ چہرۂ پرنور کہتے ہین

وہان لوح جبین پر مانگ کا نقشہ اُتر آیا
یہان ہم کو سراپا و نکا فرق اس سے نظر آیا

جبین مبارک

۹۵ اُتارا چاہتے ہین ہم ولاؔ تصویر پیشانی
اس آئینے مین یارب ہین عجب انوارِ رحمانی
بنی ہین مو قلم مژگان جبین ہے لوحِ نورانی
مصور بنکے ہم خود ہین یہان تصویرِ حیرانی

سنبھالا اپنے دلکو کر لیا پھرتی سے کام اپنا
اسی ماتھے کے صدقے مین ہوا مشہور نام اپنا

۹۶ حلب کا آئینہ ہے آپ کی پیشانی انور
خطِ پیشانی روشن اس آئینے کا ہے جوہر
اسی آئینہ روئی کا نمونہ صنعِ اسکندر
اسیکے نور سے روشن ہوا وہ عکس کا مظہر

اسی تصویر سے روشن بنی ہے صبحِ نورانی

اسی تصویر کو کہنے لگے ہم لوحِ پیشانی

۹۷
یہی روشن جبین مطلع ہے مہرِ روے تابانکا
نوشتہ ہے اسی ماتھے پہ تقدیرِ مسلمان کا
یہی مادِ مُبین مظہر ہے رازِ قلبِ انسان کا
عبادت سے اسی پر ہے نشان داغِ[لہ] بلندان کا
اسی ماتھے کو ہے خالق کے سجدیکا شرف حاصل
اسی کو سارے اعضا مین ہوا ایسا شرف حاصل

۹۸
فدا تھے مہ جبین اس چاند سے ماتھے پہ سو دل سے
کشادہ تھی جبین۔ ظاہر ہے سرور کے شمائل سے
مہِ کامل لیا کرتا تھا عکس اس ماہِ کامل سے
ہوئی دریا دلی ثابت قیافے کے خصائل سے
جو پیشانی کشادہ تھی تو پھر دل بھی کشادہ تھا
سبب یہ تھا جو حضرت کا کرم حد سے زیادہ تھا

۹۹
وَلا ماتھے پہ ہندو رنگ کا قشقہ لگاتے ہین
پرپر وسب اُسی ماتھے کو ٹیکے سے سجاتے ہین
اُسی ماتھے پہ محبوبانِ ہند افشان جماتے ہین
نقاب زرین خوبانِ عجم اُس کو چھپاتے ہین
چمکتا تھا مرے سرور کا ماتھا بے نقابی مین
یہ ماتھا لوحِ بسم اللہ تھا روے کتابی مین

۱۰۰
وِلا بہزاد گویان دیکھکر بہکا مرا ماتھا
نگہ تصویر پر۔ ماتھے پہ رکھے ہاتھ بیٹھا تھا
ندامت سے پسینہ اسکی پیشانی سے بہتا تھا
یقیناً اپنی ناکامی کا اسکے دلپہ صدمہ تھا

[لہ] داغ بلندان۔ یعنی نشان سجدہ جبین پر

کہا مجھ سے (ولاؔ محنت کی ہم بھی داد دیتے ہین)
تمھاری کامیابی پر مبارکباد دیتے ہین

شکن ماتھے پہ آتی ہی نہ تھی اللہ رے دلجوئی کسی کافر نے کی تھی دو بدو حضرت کی بدگوئی	۱۰۱	نہ ہوتے تھے کبھی چین بر جبین اللہ ری خوشخوئی تحمّل سے نہ نازک تیوری پر بل پڑا کوئی

یہی ہے وہ جبین۔ تصویر جسکی کھینچ دی ہم نے
پسند اسکو کیا (روشن جبین سردارِ عالم) نے

کاکل مبارک

صفاتِ گیسوے اقدس مین کاکل کا اشارہ ہے انھین ساتون سپاروں مین سے کاکل ایک پارہ ہے	۱۰۲	وہان تعمیم یان تخصیصِ کاکل کا نظارہ ہے ولاؔ ساتون ستارون سے یہ چوٹی کا ستارہ ہے

اگر تشبیہ کامل چاہیے اجزاے کاکل کی
چمن مین ہے سراپا منطبق تصویر سنبل کی

بنایا مو قلم ہم نے ولاؔ سنبل کی کاکل سے گلابی مل گئے اوراق اوس مجموعۂ گل سے	۱۰۳	سیاہی ہم کو ہاتھ آئی سوادِ چشمِ بلبل سے بنی تصویرِ کاکل مو بمو فکر و تامّل سے

ملایا کاکلِ اقدس کو اس تصویر سے ہم نے
سرِ مو فرق دونون مین نہ پایا چشمِ عالم نے

؎ گیسوے مبارک کے بیان مین موے مبارک کے ساتھ اہتمام کا بیان ہے ۱۲

۱۰۴
یہی کالی گھٹا ہے مطلعِ سیماے روشن پر　　ٹپکتا ہے پسینہ اس سے پیہم بوند بن بنکر
جبینِ شعلہ رو ہے زیرِ کاکل برق کی ہمسر　　ہٹے کاکل تو بجلی کی چمک سے دل ہے مضطر

کیا کرتے ہین خوبانِ جہان جب کاکل افشانی
دلِ عشاق پر ہوتی ہے کاکل سے پریشانی

۱۰۵
اسی کاکل کو شاعر طرّۂ طرار کہتے ہین　　اسی طرّے کو ہم بھی زینتِ دستار کہتے ہین
عرب موے جبینِ احمدِ مختار کہتے ہین　　عجم کے نکتہ پرور گوے مشکین تار کہتے ہین

اسی پاکیزہ کاکل کا نمونہ طرّہ زر ہے
جو دستارِ سلاطینِ دکن مین زینتِ سر ہے

۱۰۶
ولا این طرّۂ کاکل بود گل طرّۂ مشکین　　کہ از عکسِ جبینِ سرخ او مشکینش رنگین
زگلہاے لطیفِ گلبنِ گلزارِ جسم است این　　کہ بہر چیدنش دستے ندارد دامنِ گلچین

اگر (گل طرّہ) از گلہاے رنگینِ چمن باشد
گلِ این طرّۂ مشکین زگلزارِ ختن باشد

۱۰۷
حسینونکی جبین ہے طرّۂ طرار سے روشن　　ہوا چہرہ کسی کا طرّۂ زرتار سے روشن
سرِ اقدس ہوا عمامۂ سرکار سے روشن　　جبین ہے آپکی گیسوے عنبربار سے روشن

غضب تھا طرّۂ طرار اسپر یہ ہوا طرّہ

لگا ہے گوشۂ دستار مین خورشید کا طُرّہ

کوئی کہتا ہے صحنِ باغ مین ہے بوتۂ سنبل	۱۰۸	نظر آتی ہے گُل کو آینے مین صورتِ بلبل
جبین صاف پر ہے صبحِ اوّل صورتِ کاکل		رہا کرتی ہے جس مین تیرگی مانند شبِ بالکل

سخندان کاکلِ شمعِ منوّر اس کو کہتے ہین
ہم اُس نورِ جبین کی شمع پر پروانہ رہتے ہین

نہ سمجھا شاعرون نے ہاے فرقِ لفظ کاکل کو	۱۰۹	سمجھنے وہ لگے زلفِ عروس) افسوس سنبل کو
ملایا بال کے پھندے سے کیون شاہین کے چنگل کو		بھلا کاکل سے کیا نسبت ہے زلفونکے تسلسل کو

دکھایا فرقِ نازک کو ولا نے اس سراپا مین
اسی کاکل کا سایہ مل رہیگا اسکو عقبیٰ مین

ابروے مبارک

ولا تصویرِ حسنِ ابروے پرخم سے ڈرتا ہون	۱۱۰	حفاظت سے بہت بچ بچ کے اپنا کام کرتا ہون
جو آجاتا ہون خطرے مین تو پھر مین کر گزرتا ہون		نہین کچھ جان کی پروا ہی اس ابرو پہ مرتا ہون

سمجھتا ہون مین تیغِ تیز اس ابروے پُرخم کو
الٰہی خیر گزری تو نے دی رحمِ مجسم کو

مصوّر کا ہوا جب سر قلم اس تیغِ ابرو سے	۱۱۱	اسے ہاتھ آگیا اچھا قلم اس تیغِ ابرو سے

ہوا شنجرف کا سامان بہم اس تیغ ابروے — بنا وہ خانِ یاقوتی رقم اس تیغ ابروے

مزا یہ ہے اسی کے گھاٹ پر وہ چڑھکے پار اُترا
بحمد اللہ قلم سے نقشِ تیغ آبدار اُترا

صفات اسکے کشادہ۔ پرخم و پرچین و پیوستہ — دل آرا۔ دلفریب و دلکشا۔ دلکش کمربستہ ۱۱۲
سبکدست و کماندار و دلیر و شوخ و وارستہ — سیہ۔ پرتاب و زرین عنبرین مشکین و وابستہ

ولا تشبیہ اسکی ناخن و تیغ و کمان و چوگان
ہلال و مد پل و طاق و کلید و مطلعِ دیوان

یہی ابرو ہین حاجب خسرو مغزِ پیمبر کے — یہی ابرو کمربستہ نگہبان طارمِ سر کے ۱۱۳
یہی ابرو ہین دو تیغے شجیعان دلاور کے — انھین کے موے مشکین نقش ہین تیغونکے جوہر کے

گھنے بالون سے جب ابروے مردانہ نظر آئے
ولا کفار کے دل ہیبتِ ابرو سے تھرائے

سخنگو ابروِ خمدار کو شمشیر کہتے ہین — بلیغانِ سخنور تیغ عالمگیر کہتے ہین ۱۱۴
اگر ناوک فگن اس کو کمان تیر کہتے ہین — ہم اس کو جوہرِ شمشیر کی تصویر کہتے ہین

ولا وہ تیغ ہے یہ جو سرِ کافر پہ چلتی ہے
شجیعانِ عرب کے ہاتھ سے بچکر نکلتی ہے

۱۱۵
اسے تیرِ نگاہ چشم خوبان کی کمان کہیئے
اسے طاقِ حریمِ پاکِ خلاقِ جہان کہیئے
اسے قوسِ قزح کہیئے۔ ہلالِ آسمان کہیئے
اسی کو سایۂ تیغِ نبی دار الامان کہیئے

ولا ہم پار اُترینگے اسی پُل کے سہارے سے
ملیگا ساحلِ مقصد اس ابرو کے اشارے سے

۱۱۶
ولا دو ابرو ونکو بیت کہتے ہین سخن پرور
قصیدے مین مرے روشن انھین سے مطلعِ انور
اگر وہ بیت ہین بیت الغزل ہین ابروے سرور
انھین سے حُسنِ مطلع ہے عیان ہر اک سخنور پر

سند اشعار کی سارے سخندان اس سے لیتے ہین
مرے مضمون کی استادِ سخنور داد دیتے ہین

۱۱۷
شمائل سے ولا ثابت نہین پیوستہ ابروئی
اسی کا تھا اثر حُسنِ تکلّم مین تھی دلجوئی
اسی تعریف سے ممدوح کی ثابت ہے خوشروئی
سراپا آپکی فطرت مین تھے اوصاف خوشخوئی

کشادہ دل۔ فراخی تھی وہان ابروے دلجو مین
یہان ہے ربط دونون مصرعِ تعریفِ ابرو مین

۱۱۸
نگہ دارم برابرویش ولا مانند شیدائے
زموے ابرویش لہائے عالم داشت سودائے
سیہ ابروے او دار دبسر تا بندہ سیمائے
سرش پیوستہ زیک گوشہ اش میگیرد ایمائے

زوصفِ طاقِ[ع] ابرویش خبر نبود سخنگو را

[ع] طاق ابرو، ابروش کہ مثل طاق است ۱۲

	کہ گویند ابروئے[1] طاق نبی آن جفت ابرو را		
خم ابرو پہ تیرے ہے ہلال آسمان قربان اشارت کن بابروئے کہ دارد صورت چوگان[2]	۱۱۹	ہوا برج کمان[3] ابروے عالیشان سی عالیشان کہ تا از سر روم گوئی کہ گوئے میر و غلطان	
	فراخی انکی اُس پیوستہ ابروئی سے بہتر ہے یہ تیغ تیز ہے رحم مجسم اس کا جوہر ہے		
کبھی ابرو پہ تیرے اے ہلال ابرو نہ بل آیا خم ابروسے تیرے ہے سر مخلوق پر سایا	۱۲۰	کبھی ہم نے نہ اس ابرو مین بل پڑتا ہوا پایا کسی کا دل کبھی شمشیر ابروسے نہ گھبرایا	
	زابروے گرہ دار تو روشن ذوالفقار تو وزابروے سیہ تاب تو تیغ آبدار تو		
صفت (ابرو[4] و فراخی) کی تھی اس محراب ابرو مین جو انمردون کے دل اس وصف سی تھی اسکے قابو مین	۱۲۱	سراپا عدل تھا ابرو کے شاہین ترازو مین ولا تسخیر تھی لاریب اس ابروے دلجو مین	
	برابروے بلند اوست ابروئے[5] فلک شیدا بشوق جلوہ اش ماہانہ برگردون شود پیدا		
بحمد اللہ کہ مداحش زابرو بہرہ مند آمد دو ابرو باخط لب درمضامین چار چند آمد	۱۲۲	زند ممدوح[6] ما ابرو کہ وصف او پسند آمد دہان او بوصف این رباعی غنچہ[7] خند آمد	

۱ ابروے طاق -
۲ [illegible] چوگان ۔
۳ برج کمان نام برجیست از آسمان ۔
۴ ابرو و فراخی ۔ یعنی [illegible]
۵ ابروے فلک ۔ ہلال باشد ۔
۶ ابرو زدن کنایہ باشد از اشارہ کردن ۔
۷ غنچہ خند صفت دہان است یعنی دہان متبسم کہ از آن دندان مخفی باشد ۔

ولا تشبیہ ماہپایۂ اصل است در مضمون
کہ نشوو شہ[1] سبز ابروے ہلال از وسمۂ گردون

چشمِ مبارک

مری آنکھین ہین تیرے سامنے تصویر کا آلہ مقابل آلۂ تصویر کے تیرا قدِ بالا	۱۲۳	سوادِ چشم اس آلہ کا ہے اک آئینہ کالا برنگ آئینہ حیران ہے تیرا دیکھنے والا

کھڑا تھا سامنے ہیبت سے آنکھین بند تھین میری
کھلین آنکھین تو میری آنکھ مین تصویر تھی تیری

مری آنکھون مین ہے تصویر اس سرور کی آنکھو کی ولا یہ ہے عجب تاثیر اس سرور کی آنکھونکی	۱۲۴	مری آنکھون مین ہے تو تیر اس سرور کی آنکھونکی مری آنکھین ہوئین تصویر[2] اس سرور کی آنکھونکی

مین بیخود حسن سے انکے ہون بیخود انکو پاتا ہون
یہ وصف حسن ہے ان کا جو مین آپے مین آتا ہون

رسیلی ہین سراپا چشمِ بد دور آپکی آنکھین سوادِ خلد مین ہین غیرتِ حور آپکی آنکھین	۱۲۵	مے وحدت سے ہین سرشار و مخمور آپکی آنکھین جبین پر نور ہے نورٌ علیٰ نور آپکی آنکھین

ولا جسکی نہ ہون آنکھین وہ ان آنکھونکو کیا جانے
ان آنکھونکی نگہ کے عین مقصد کو خدا جانے

[1] ابروے ہلال از وسمہ آسمان سبز نشود یعنی ... فارسیان بجاے نمی زنند مقصود از بیان ... اصل باشد ... اصل تمیز ... تا آنکہ کامل نباشد
[2] تصویر یعنی حیران ... ولا

اگر وہ چشم حیران کو ملاتے اپنی آنکھون سے جو آئینے مین وہ آنکھین ملاتے اپنی آنکھون سے	۱۲۶	ہم انکو انکی تصویرین دکھاتے اپنی آنکھونسے وِلا تصویر وحدت دیکھ پاتے اپنی آنکھونسے		
		بندھا جب اپنی آنکھون مین تصور چشم نازک کا ہوا تصویر سے روشن تفاخر چشم نازک کا		
نزاکت سے نظر آتی ہین بیمار آپ کی آنکھین غضب سی جب نظر آتی ہین خونخوار آپکی آنکھین	۱۲۷	وِلا سرمے سے ہوتی ہین ہموان دُھار آپکی آنکھین سمجھ لو کفر کے حق مین ہین تلوار آپکی آنکھین		
		وہان ہے سرمگینی رازِ مژگان کی درازی کا یہان کفار کے دلمین ہے دھڑکا نیزہ بازی کا		
بیاضِ چشم کو اہلِ نظر کافور کہتے ہین سوادِ چشم کو شاعر سیہ انگور کہتے ہین	۱۲۸	ہم اسکو سیمِ خالص اور صبحِ نور کہتے ہین ہم اسکو جوہرِ اسود۔ شبِ دیجور کہتے ہین		
		رگِ گل نرگس شہلا مین ہین اس آنکھ کے ڈورے رگِ یاقوت رکھتے ہین وِلا اسکان کے ہیرے		
انھین کے شوق مین شام و سحر بیدار ہے نرگس مگر پابندِ لطفِ صحبتِ گلزار ہے نرگس	۱۲۹	چمن مین اپنے مطلب کی بڑی ہشیار ہے نرگس فراقِ چشم نازک مین وِلا بیمار ہے نرگس		
		اگر آنکھونکو شاعر نرگسِ بیمار کہتے ہین		

ہم اِن آنکھون کو اُس بیمار کا غمخوار کہتے ہین

۱۳۰
بڑی آنکھون کا چلتا ہے پتا حُسنِ شمائل سے
سراپا متصف حُسنِ بصارت کے فضائل سے
فراست لازمہ اسکا قیافے کے خصائل سے
نظر کی خوبیان ثابت شمائل کے رسائل سے

نگہ کی اسقدر قوت تھی چشمِ سرمہ پالا مین
وِلاؔ گیارہ ستارے آپ گنتے تھے ثریا مین

۱۳۱
انھین آنکھونکو کہتے ہین گلِ نازک سخن پرور
شبیہِ غنچۂ سربستہ بند آنکھین تری سرور
دل و جان سے فدا ہین شاعرِ رنگین بیان جن پر
(کھلی آنکھین) بلاغت کے چمن کے پھول سرتاسر

عجائب گل کھلا۔ آنکھین کبھی غنچہ کبھی گل ہین
سخن سنجانِ رنگین داستان اس گل کے بلبل ہین

۱۳۲
بندھا جب میری آنکھونمین سمان دلبر کی آنکھونکا
بنا عاشق وِلاؔ مین اپنے پیغمبر کی آنکھون کا
مری آنکھونمین نقشہ کھنچ گیا اُس سرور کی آنکھونکا
لقب ہے پاک بین حق بین اسی سرور کی آنکھونکا

صدف چشمان پر گوہر فداے اشکِ چشمِ او
سرشکِ ابرِ نیسان آب شد از رشکِ چشمِ او

۱۳۳
پیمبر جب تری آنکھین مری آنکھونمین آتی ہین
مری آنکھونمین وہ سرمہ بصیرت کا لگاتی ہین
بشکلِ مردمک وہ میری آنکھونمین سماتی ہین
خدائی کا تماشا مجکو جی بھر کر دکھاتی ہین

[illegible]

تری تصویر سے جان آگئی اب میری آنکھون مین
جگہ مجکو ملی جسکی بدولت تیری آنکھون مین

۱۳۴
جب اُتری آیت ابرو مرے خالق ان آنکھونپر
لقامین حور ہین صورت مین مثل چشمہ کوثر
تو سمجھین پھر ملائک کیون نہ ان آنکھونکو پیغمبر
فرشتہ خوانھین کہنے لگے سارے سخن پرور

نظر کے منتظر (اس آنکھ کے بیمار) رہتے ہین
حکیمانِ حذاقت خو مسیحا اس کو کہتے ہین

۱۳۵
ٹھہرتی ہی نھین آنکھ اپنی اے سرور ان آنکھونپر
تصدق ہین فلک کے نیرِ انور ان آنکھونپر
دل و جان سے صدف قربان اور گوہر ان آنکھونپر
فدا ہے البتی تا تمام سر تا سر ان آنکھون پر

ہم آنکھون سے لگا رکھتے ہین سرور تیری آنکھونکو
سمجھتے ہین سراپا نورِ انور تیری آنکھون کو

۱۳۶
ولا اب تھک گیا ہے خامۂ نازک رقم اپنا
و فورِ ضعف سے آگے نھین بڑہتا قدم اپنا
سراپا ہے پسینہ جسم مین رکتا ہے دم اپنا
ادب کا مقتضا یہ ہے کہ اب روکین قلم اپنا

صلہ ہم کو ملا معقول پیغمبر کی آنکھون سے
ٹپکتی ہے مسرت اے ولا سرور کی آنکھون سے

مردمکِ مبارک

له البتی تا ایستر سرنا [illegible]
انور و شبیہ اللفیفہ [illegible]

۱۲۷
ولا گو ہم فنِ تصویر مین استاد ہین کامل
ہوا ہے آج ہمکو چار چشمی کا شرف حاصل
مگر آنکھونکی نازک پتلیون کا عکس ہے مشکل
اُچھلتا ہے خوشی سے سینۂ صافی مین اپنا دل

مگر دل تھام کر پھرتی سے کام اپنا کیا ہم نے
ولا آنکھون کے آئینے پہ عکس اس کا لیا ہم نے

۱۲۸
یہ نازک پتلیان جب دیدۂ عاشق مین آتی ہین
دکھا کر اپنی صورت اسکو دیوانہ بناتی ہین
جمالِ صورتِ پرنور کا جلوہ دکھاتی ہین
مگر تصویر مین عکسِ مصور پائی جاتی ہین

بنقشِ مردمک لوحِ سوادِ دیدہ روشن شد
کہ عکسِ قامتِ روشن نگارِ دیدۂ من شد

۱۲۹
یہی ہے مردمک اس خانۂ چشمِ مبارک کی
یہ روشن شمع ہے پروانۂ چشمِ مبارک کی
یہی لیلےٰ بنی دیوانۂ چشمِ مبارک کی
ولا ساقی ہے یہ پیمانۂ چشمِ مبارک کی

مئے وحدت سے ہین سرشار اسکے چاہنے والے
مسیحا وہ ہے اور بیمار اس کے چاہنے والے

۱۴۰
یہی پتلی حکیمون کی ہے یاور اسکی حکمت مین
سکندر کی یہی ہادی ہے آئینے کی صنعت مین
یہی تصویر عکسی کی ہے رہبر نقشِ صورت مین
یہ میری آنکھ کی پتلی ہے انداز محبت مین

محبت اسکی میرے دلمین ہے وہ تیری آنکھمین

تری تصویر پتلی بنگئی ہے میری آنکھون مین

اسی پتلی کا ہے آئینہ خانہ دیدۂ انور پڑے رہتے ہین دائم سات پردے قصر کے اندر	۱۴۱	ہپوٹے اسکے دروازے صفِ مژگان ہی پھرکی اگر وہ پردۂ شرعی مین ان پردونسے ہے باہر

یہ دن مین جاگتی ہے رات مین ہشیار سوتی ہے
عبادت کے لئے راتون مین یہ بیدار ہوتی ہے

سخنور اسکو ابر قطرۂ باریدہ کہتے ہین اسی کو جوہری اک جوہر سنجیدہ کہتے ہین	۱۴۲	منجم اسکو نقشِ نیر تابیدہ کہتے ہین بلاغت مین ہم اسکو نور چشم دیدہ کہتے ہین

نزاکت مین اسے نازک کہا سارے حسینون نے
کہا ہے نور کے پتلے کو پتلی دوربینون نے

نزول آب سے یہ جب کبھی بیمار ہوتی ہے ولا شدت مین عینک آنکھ پر بیکار ہوتی ہے	۱۴۳	نظر پھیلی ہوئی پڑتی ہے اس کو بار ہوتی ہے پھر اپنے پردۂ اول سے یہ بیزار ہوتی ہے

معالج بعد ردّ و قدح پردہ چاک کرتے ہین
دعا سے اسکو سرور اس مرض سے پاک کرتے ہین

مژگانِ مبارک

مری مژگان بنی ہین مو قلم تصویر مژگان مین	۱۴۴	یہی تصویر کی تھی ایک صورت اپنے امکان مین

حاشیہ: اشارہ ہے بطرف پردۂ چشم

اسی تدبیر سے آیا نہ مین یہ چشم نگہبان مین
اُلجھ کر ورنہ رہجاتا یہان تیرونکے طوفان مین

وِلا اس کام مین بہزاد سے بہزنے مدد پائی
اُسی کی رہبری سے یہ نئی ترکیب ہاتھ آئی

۱۴۵ جب اس مژگان نازک کی کھنچی تصویر آنکھوں مین
وِلا اس قدح سے بڑھنے لگی تنویر آنکھوں مین
نظر آنے لگی تیزی سے نازک تیر آنکھوں مین
بنی تصویر مژگان کی بھر تقدیر آنکھوں مین

اسی تصویر کو آنکھوں سے کاغذ پر لیا ہم نے
تصوّر کو وِلا تصویر کا جوہر کیا ہم نے

۱۴۶ وِلا خنجر ہین مژگان جن کا کافر خوف کرتے ہین
وِلا تیغے ہین یہ جن سے عدو پر وار کرتے ہین
وِلا بھالے ہین یہ جن سے دلِ کفار ڈرتے ہین
وِلا ہم رستی پران پریزادون کی مرتے ہین

عرب کے نیزہ بازون کی ہے صف آنکھوں مین جان اُنکی
خم ابرو سے تُرکِ چشم نے پائی کمان اُنکی

۱۴۷ حبش کے ہین سپاہی مستعد اشکونکی ڈھالون سے
لڑا کرتی ہین دن بھر دو صفین جرّار بھالون سے
یہان ہے استعارہ آپکی پلکونکے بالون سے
سراسر ناک مین گورونکا دم ہے ایسے کالون سے

وِلا یہ جنگِ مصنوعی ہے۔ حملے ذہین ہوتے ہین
ہمیشہ رات مین یہ دونون باہم ملکے سوتے ہین

بلاغت میں ہیں تشبیہات انکے دشنہ و نشتر نیستان، گلستان، الماس ریزہ، رشتۂ گوہر	۱۴۸	خدنگ و ناوک و پیکان، سنان و نیزہ و خنجر کلید و قفل و کلک و پنجہ، تار و سوزن و مسطر

سپر کفار کی لیتی ہین یہ مژگان لڑائی مین
ولا یہ صلح کل ہین اہل ایمان کی بھلائی مین

باغماض نظر دائم برابر و میزند[۱] مژگان چو مژگان گرم[۲] ساز و برخ خورشید تابستان	۱۴۹	با معان نظر دارد بہم صد نیزہ پنہان مژہ در دیدہ[۳] او بشکند از چہرہ تابان

خجل مژگان خورشید[۴] از سیہ مژگان چشمانش
کہ صد مژگان زرین[۵] والہ یک موے مژگانش

نگاہ مبارک

کھڑا ہوں صورت آئینہ تیرے سامنے سرو ٹھہرتی ہی نہین میری نگہ تیری نگاہوں پر	۱۵۰	نظر آجائے گر تیری نگہ دیکھوں نگہ بھر کر نظر جمتی نہین اپنی تو پھر تصویر ہو کیونکر

مری نظرون مین گر قسمت سے آجاتی نظر تیری
تو پھر میری نگاہون مین سما جاتی نظر تیری

اٹھائی اسنے پھر اپنی نظر دیکھا محبت سے نظر سے جب نظر اسنے ملائی عین الفت سے	۱۵۱	جمائی اسنے پھر اپنی نظر ہم پر عنایت سے نظر پر چڑھ گئے ہم اے ولا اسکی کرامت سے

[۱] مژگان برابر زدن۔ اغماض کردن و تیز تافتن۔
[۲] مژگان گرم کردن۔ نظارہ کردن ۱۲
[۳] مژہ در دیدہ وچشم شکستن تیز اندازی کردن داشتن ۱۲
[۴] مژگان خورشید شعاعی ۱۲
[۵] مژگان زرین مژگان روشن۔ اشارہ بہ مژگان خورشید کہ در مصرع اول است ۱۲

نظر مین آگئی اس کی نظر دیکھا نظر بھر کر
جمایا اس کا خاکا ہم نے لوحِ چشمِ بینا پر

۱۵۲
نگاہِ پاک کی تصویر مین اعجاز ہاتھ آیا
مرے پہلو مین جب دل اپنی ناکامی سے گھبرایا
نہ اُس کا جسم تھا کوئی نہ آنکھون مین سمایا
تصوّر نے نگاہِ پاک کا یہ معجزہ پایا

نگہ میری تری آنکھون پہ آنکھین میری آنکھون مین
عجب اعجاز ہے میری نگہ ہے تیری آنکھون مین

۱۵۳
نگاہِ پاک کی تصویر مین آنکھون مین پاتا ہون
اگر آنکھون سے وہ اندھے ہین کانون سے سناتا ہون
قلم سے لینے مین اہل بصیرت کو دکھاتا ہون
جو سُن سکتے نہین انکو اشارون سے بتاتا ہون

غرض کو مثل جوہر آج محکم کر دیا مین نے
ولا غیرِ مجسّم کو مجسّم کر دیا مین نے

۱۵۴
نگاہِ تیز کی تشبیہ تیغ و تیر و خنجر ہے
کمان۔ تیر نگہ کی ابروِ خمدارِ سرور ہے
نیامِ تیغ و خنجر وہ غلاف چشم انور ہے
ولا کفار کے دلمین انھین کا خوف ہے ڈر ہے

محبّت کی نگہ مخصوص ہے اربابِ ایمان سے
مروّت کی نظر روشن ہے نقشِ چشمِ خندان سے

۱۵۵
اسی تارِ نگہ کو سوزنِ مژگان سے ہے رشتا
یہی سوزن سیا کرتی ہے زخمِ دلکو سرتاپا

یہی تارِ نگہ ہے آپکی تسبیح کا رشتا — اسی مین دانہ ہاے اشکِ روشن گوہر یکتا

یہی مژگان مین چلمن - خانۂ دبکے دریچے کی
دریچہ آنکہ ہے اور گھر کی مالک آنکھ کی پُتلی

۱۵۶
برہمن اس نگہ کو رشتۂ زنار کہتے ہین — مسلمان اسکو نورِ ایزدی کا تار کہتے ہین
نگاہِ قہر کو ہم تیغِ آتشبار کہتے ہین — نگاہِ مہر کو نازک نظر کا پیار کہتے ہین

نگاہِ مہر سرور کی مسلمانون پہ پڑتی ہے
نگاہِ قہر پیغمبر کی ہر کافر سے لڑتی ہے

۱۵۷
نظر انداز وہ کرتا ہے خلقت کی خطاؤن کو — بچاتا ہے نظر آسان بناتا ہے سزاؤنکو
نظر بندی مین رکہتا ہے وہ ظالم کی جفاؤنکو — چھپاتا ہے نظر سے اے وِلا اپنی عطاؤنکو

نظر بازانِ صورت کو وہ نظرون سے گراتا ہے
نگہدارانِ سیرت کو نظر پر وہ چڑہاتا ہے

۱۵۸
وِلا وہ اپنی اُمت کے لئے جب آپ روتے تھے — وضو مین روے روشن آنکھ کے اشکون سے ہوتے تھے
اسی تارِ نگہ مین اشک کے موتے پروتے تھے — اسی تسبیحِ اقدس سے گہر آب آب ہوتے تھے

اسی تسبیحِ مروارید سے ہم نے صلہ پایا
اسی سے مدحتِ عارض کا ہم نے حوصلہ پایا

عارضِ مبارک

وِلاؔ تصویرِ حسنِ نورِ عارض تھی بہت مشکل سراپا دل مرا اندازِ مشکل پر رہا مائل	۱۵۹	ہمیشہ عکسِ صورت مین چمک ہوتی رہی حائل اسی سرور کے سانچے مین مرا مقصد ہوا حاصل

چمک اس عارضِ روشن کی گو عارض نظر آئی
مگر تدبیر سے اس چاند کی تصویر اُتر آئی

وِلاؔ جب ہو قلم زلفون کے نازک استعارے سے نمایان ہوگئی تصویر اس عارض کے جلوے سے	۱۶۰	خطِ مشکین یہان ظاہر ہوا عارض کے صفحے سے چمک اُٹھے بہم رخسار اس سرور کے چہرے سے

فدا ہونے لگے جب چاند سورج نقشِ صورت پر
ہوا مجکو بھروسا اے وِلاؔ اس اپنی صنعت پر

سخنور عارضِ پر نور کو چہرا سمجھتے ہین وفورِ نور سے اخگر کو وہ شعلا سمجھتے ہین	۱۶۱	خدا معلوم وہ چہرے کو تیرے کیا سمجھتے ہین ہم اس عارض کو مہر و چاند کا ٹکڑا سمجھتے ہین

اگر عارض مقامِ آمدِ خط کا اشارہ ہے
تو پھر چہرہ ہے مصحف اور عارض اسکا پارہ ہے

اسی عارض مین ہے شانِ نزولِ لطفِ عالیشان اسی قرآن مین ہے سورۂ والشمس کا عرفان	۱۶۲	انھین کے لفظ مین ہے عارض اسی عارض مین ہے قرآن اسی والشمس کے خط سے ملی واللیل کی برہان

وَلا مصحف کھلا رہتا ہے رحلِ خط پہ کعبے مین اسی کا صفحہ روشن ہے عارض اسکے چہرے مین		
اسی عارض کو اربابِ لغت رخسار کہتے ہین بلاغت آفرین اسکو گلِ بے خار کہتے ہین	۱۶۳	اسی کو شاعرِ رنگین بیان گلزار کہتے ہین ہم اس عارض کو روشن مطلعِ انوار کہتے ہین
چو برآتش پرستان سرورما عارض افروزد ز تابِ حسن و سوزِ خشم مہر و ماہ را سوزد		
کہا کرتے ہین چہرے کا عرض سارے پری پیکر اسے رشکِ قمر کہتے ہین شاہانِ بلند اختر	۱۶۴	ہم اس عارض کو کہتے ہین وَلا انوار کا جوہر منجّم عارضِ روشن کو کہتے ہین شہِ خاور
ہوے اک برجِ روشن مین قرین دو نیّر تابان قران مہر و مہ کہنے لگے پھر اسکو ہیأت دان		
گُلِ عارض پہ قربان زلفِ لیلےٰ بلبلِ آمُل اسی گُل سے ٹپکتا ہے پسینہ مثلِ عطرِ گل	۱۶۵	اِسی گُل پر فدا زلفِ بنفشہ کاکلِ سنبل اِسی گُل کے بہارِ حُسن کا مدّاح ہے بلبل
اسی کے رنگ و بو پر گلرخانِ دہر مرتے ہین وہ اپنے حُسنِ عارض کو تصدق اسپہ کرتے ہین		
اگر گلپوش ہے عارض تو اُس کا نام گلشن ہے	۱۶۶	اگر آتش فشان ہے یہ تو بیشک شعلہ ایمن ہے

شمیم عطر و عنبر مغز مین اس رہ سے جاتی ہے
اسی منفذ سے خوشبوے مبارک تہ کو آتی ہے

۱۰۴ خم ابرو رواق مسجد و گنبد یہی سر ہے — جبینِ صاف اقدس صحنِ مسجد کے برابر ہے
دہن اس مسجد اقصیٰ مین مثلِ حوضِ کوثر ہے — وِلا یہ بینیِ اقدس اسی مسجد کا منبر ہے

بروے روشن او بینیِ نازک اگر بینی
بتوحید خدا بینی کُنی توبہ ز خود بینی

۱۰۵ چڑھی رہتی تھی جن کی ناک خود بینی سے اے سرور — رگڑتے تھے وہ اپنی ناک اقدام مبارک پر
اسی سے ناک مین رہتا تھا دم کفار کا اکثر — اسی سے ناک اونچی تھی مسلمانونکی سرتاسر

مسلمان بیٹھنے دیتے نہ تھے جب ناک پر مکھی
اسی غیرت پسندی سے رہا کرتی تھی ناک اونچی

۱۰۶ چڑھائے ناک جو رہتے تھے تھا جن کا دماغ اونچا — وِلا گھستے ہوے ناک انکو ہم نے بارہا دیکھا
وہان نخوت سے جن کفار کے تھا ناک پر غصا — نکل جاتا تھا یہ کر ناک کے رستے دماغ انکا

عرب مین اپنی خود بینی سے جو کافر اکڑتے تھے
وہ اپنی ناک (انھین قدمون پہ سر رکھکر) رگڑتے تھے

گوش مبارک

177
نہ ہاتھ آیا ہمین اس کان کا حلیہ رسائل سے — سنا ہم نے نہ کانون کان کچھ اہل شمائل سے
صفاتِ حق نما ہیں شش جہت نے پائے ہین خصائل سے — ہوے گوش آشنا گوشِ مبارک کے فضائل سے

بگوش گل خورد چون ازگلِ گوشِ تو تعریفش
دو دو گل ازگلستان گوش برآوازِ توصیفش

178
لگا کر کان ہم سنتے ہیں وصفِ گوشِ پیغمبر — دبائے کان بڑھ جاتے ہین الفاظِ مدحت گر
کسی تشبیہ مین ہم نے نہ پایا کان کا زیور — اگر ہم پوچھتے ہین ہاتھ وہ رکھتے ہین کانون پر

ولا اشعار اپنے جب کبھی کانون مین پڑتے ہین
سخندانان نازک فہم کان اپنے پکڑتے ہین

179
یہ وہ گل ہین ولا جن پر دل و جان ہی مین گل قربان — تو ہین انکی ہین برگِ گل سے نازک شہرہ بستان
زرِ گل موے گوشِ نازکش پیش سخن سنجان — بسلک مویش از آبِ وضو صد لولوِ غلطان

اسی گوہر سے کہتے ہین صدف کانونکو اہلِ فن
ولا یہ کان ہین یا جوہرِ اسرار کے معدن

180
لوون کو مہ جبین خورشید پر دار کہتے ہین — انھین اہلِ نظر آئینۂ انوار کہتے ہین
سخنور انکو اوراقِ گلِ بے خار کہتے ہین — ہم انکو جوہرِ آویزۂ اسرار کہتے ہین

ولا انکی صفت مین کیون نہ ہو اپنی زبان پیاری

مثل ہے کان پیارے ہین تو انکی بالیان پیاری

۱۸۱
انھین گوش مبارک مین سراسر حق نیوشی تھی
سُنے جاتے تھے سب کچھ لب پہ اک مُہر خموشی تھی
انھین سے زلف کی سرگوشیان تھین گرمجوشی تھی
گنہ گاران امت کی سراپا پردہ پوشی تھی

شگفتہ گل سخندانان عالم انکو کہتے ہین
یہ اون زلفون کے پیچھے سایۂ سنبل مین رہتے ہین

۱۸۲
پس گوش مبارک گیسوت استادہ خاموشی
خط عارض ز زلف عنبرین بکشادہ آغوشی
ولا گویند دار و در جہان دیوار ہم گوشی
گل گوش تو شد از سنبل و ریحان چمن پوشی

بہ تشبیہ ہمایون گوش[1] دریا حلقہ در گوشش[2]
بآئین محبت جوہر[3] دریا در آغوشش

۱۸۳
ہر اک معروض پر وہ کان دھرتے تھے محبت سی
بھرا کرتے تھے گو کفار ان کانون کو غیبت سی
مگر وہ کان کے کچے نہ تھے نفرت تھی تہمت سے
نہ چلتی تھی کبھی اس کان پر جز حسن نیت سے

بہت سے کاہنون کے کان کاٹے پختہ کاری مین
بہت سے کاہنونکے کان کترے ہوشیاری مین

۱۸۴
ولا پیران کافر طفل مکتب بنکے آتے تھے
کبھی وہ خود دبائے کان اس محفل سے جاتے تھے
پکڑ کر کان جنکے وہ اُٹھاتے تھے بٹھاتے تھے
کبھی انکو پکڑ کر کان محفل سے اُٹھاتے تھے

[1] گوش دریا ... انصاف ۱۲
[2] حلقہ در گوش ... از غلام ۱۲
[3] جوہر دریا ...

کبھی وہ گوشمالی کا مزا کانون سے لیتے تھے
کبھی غفلت سے انکے کان سرور کھولدیتے تھے

۱۸۵
فضیلت مین تھے نبیون سے رسولِ محترم آگے
صفاتِ گوشِ اقدس مین ہے اورون سے ہم آگے
سماعت تیز تھی اغماض اس سے دو قدم آگے
رہا کرتا ہے جیسے دستِ کاتب مین قلم آگے

یہان اعضاے اقدس مین شمائل ساتھ رہتے ہین
حقیقت مین وِلاؔ حسنِ سراپا اسکو کہتے ہین

زُلفِ مُبارک

۱۸۶
وِلاؔ تصویرِ زلفِ پاک کا اب وقت آیا ہے
یہان نازک رگ کو موقلم مین نے بنایا ہے
مری آنکھون نے پیاری زُلف کا نقشہ جمایا ہے
سوادِ چشم نے بہزاد کا خاکا اُڑایا ہے

جب اسکے حلقہ ہاے زُلف کی تصویر اُتر آئی
ہر اک عارض پہ دو دو چاند کی صورت نظر آئی

۱۸۷
نبی بسم اللہ تعریفِ زلفِ سرورِ عالم
وِلاؔ کرنے لگے ہندو سے کافر مشورہ باہم
جو کافر زلف کو کافر سمجھتے تھے ہوے برہم
طفیلِ مصحفِ عارض ہے دونو پہ غالب ہم

مسلمان کرکے چھوڑا کافرونکو اے وِلاؔ ہم نے
جھکا کر انکا سر نیچا دکھایا زلفِ پرخم نے

یہی زلفِ رسا بسم اللہ عنوانِ عارض ہے اسے کافر سمجھنا کافرِ کفرانِ عارض ہے	۱۸۸	یہی شانِ نزولِ آیتِ خط۔ شانِ عارض ہے اگر ایمان کی پوچھو تو یہ ایمانِ عارض ہے

مسلسل مصحفِ عارض مین ہے تفسیر زلفونکی
یہان طغراے اسمِ پاک ہے تصویر زلفونکی

اگر زلفونکو زلفِ شب سمجھتے ہین سخن پرور بلاغت نے کہا شبرنگ و مشک نافہ و عنبر	۱۸۹	شبِ دیجور کہتے ہین سخن سنجانِ نام آور شبِ قدرِ مبارک انکو ہم کہتے ہین اے سرور

یہی معراج ہے فکرِ بلندِ عرش پیما کی
اسی سے ہے فضیلت خلق مین اپنے سراپا کی

دلا عارض پہ دو زلفین ہین زیرِ سایہ کاکل اسی زلفِ معنبر کا بنفشہ بنگیا بلبل	۱۹۰	انھین زلفونسے ہے آشفتہ جان آشفتہ دل سنبل انھین زلفونکی شبّوئی پہ ہے نازان چمن مین گل

بزیرِ سایہ اش باشد گلِ گوش و بنا گوشش
مسلسل رخش بگذشتہ از رخسار تا گوشش

شمیمِ جانفزاے زلف جب گلشن مین جاتی ہے چمن کی سیر مین جب زلف آنکھ اس سے ملاتی ہے	۱۹۱	وہان زلفِ عروسِ گلبدن کو شرم آتی ہے پریشان سر بسر وہ زلفِ سنبل کو بناتی ہے

صبا زلفِ صبا اے زلف کہلاتی ہے گلشن مین

لہ زلفِ شبرنگی شب ۱۲
سہ زلفِ عروس نام گلبدن ۱۲
سہ زلفِ سنبل ...
سہ زلفِ صبا ... باشد ۱۲

وہ ٹھراتی ہوئی بو تیری لیجاتی ہے گلشن مین

۱۹۲
سمجھتے ہین منجم چرخ کا بُرج بلند اسکو
کہا کرتے ہین سب صیاد دام و طوق بند اسکو
نسیم صبحدم کہنے لگی مشکین پرند اسکو
پہلوانانِ گردون جست کہتے ہین کمند اسکو

حقیقت یہ ہے جتنا مُنہ ہے اتنی بات کرتے ہین
ہم اُس عارض پہ اِن زلفون سے ونکورات کرتے ہین

۱۹۳
نگاہِ معدلت مین تازیانہ ہے ترازو ہے
وِلا جادوگرونکی آنکھ مین یہ زُلف جادو ہے
چمن مین یہ سمن پوش و سمن سا ہے و سمن بو ہے
یہان یہ مشرکانِ ہند کی آنکھون مین ہندو ہے

انھین باتونکو ہم کہتے ہین چھوٹا مُنھ بڑی باتین
اگر ہم ٹوکتے ہین وہ سنا دیتے ہین صلواتین

۱۹۴
سخنور زُلف کو جب اژدہا و مار کہتے ہین
ہم ان زلفونکو عنبر بیز و عنبر بار کہتے ہین
پریشان حال عاشق اسکو تار و مار کہتے ہین
مسلمان اِن کو سُبحہ برہمن زنّار کہتے ہین

سخندانانِ نازک فہم کی طبع آزمائی ہے
نبی کی زُلف کو درگاہِ خالق تک رسائی ہے

۱۹۵
وِلا زُلفِ نبی پُر تاب ہے پُر خم ہے پیچان ہے
غمِ اُمّت مین آشفتہ ہے غمگین ہے پریشان ہے
سیہ پوش و سیہ پیکر ہے شبرنگ و شبستان ہے
ہر اک مدّاح اس غمخوار پر سو دل سے قربان ہے

بلاکی زلف ہے اور ہم بلائین اسکی لیتے ہین
بلاگردان ہین ہم - اسکی بلا پر جان دیتے ہین

۱۹۶
بلاغت سے سخندانون نے ایسا حوصلہ پایا
مگر اس طرز سے اپنا دلِ محتاط گھبرایا
بیان وہ کر گئے بے خوف اسکے دلمین جو آیا
ہمارے کے لیئے سر پر ہوا اس زلف کا سایا

ولا یہ زلف خود محتاط ہے اپنی درازی مین
ہمین حدِ ادب ملحوظ ہے مدحت طرازی مین

دہانِ مبارک

۱۹۷
دہن کے نقش کا قصہ ولا ہرچند تھا اپنا
بھروسہ تھا ہمین ممدوح دانشمند تھا اپنا
مگر اُس بیدہانی سے یہان مُنہ بند تھا اپنا
اصولِ راقمِ[1] یکتا کا دل پابند تھا اپنا

شود مانی رقم پرداز تصویرِ دہانش را
بدست آرد بجاے خامہ گرموے میانش را

۱۹۸
مرے ممدوح نے یہ سنکے فرمایا بہت اچھا
بڑا یہ خاکہ تصویر کا پایا بہت اچھا
بس اس ارشاد سے موقع بھی ہاتھ آیا بہت اچھا
ہوا ارشاد قابو تونے یہ پایا بہت اچھا

ادب سے عرض کی سرکار نے موقع دیا مجکو
اسی ارشاد سے نقشِ دہن ہاتھ آگیا مجکو

[1] راقم شیرین سخن خان. ایک مشہور استاد گذرے ہین جن سے مجکو تلمذ حاصل تھا ۱۲

اگلتا ہون مین منھ سے مدح مین لعلِ بدخشانی و لا انفتِ دہن سے میرے منھ پر پھر گیا پانی	١٩٩	مرے منھ پر شفق پھولی ہے اور چہرہ ہے نورانی برنگِ آینہ بہزاد ہے تصویرِ حیرانی

مرے آگے اُسنے منھ کھولنا مشکل نظر آیا
چھُٹی مہتاب جب منھ پر تو ناکامی سے گھبرایا

و لا در حسنِ تعریفِ دہانِ او دہن دارم دہن او تر کند از لطف و من ذوقِ سخن دارم	٢٠٠	ندارد ہیچکس ذوقِ ثناے او کہ من دارم مگر انگشتِ حیرت در دہانِ خویشتن دارم

لعابے از دہانش ریخت کز آبش وضو کردم
دہن چون باز کرد او من دعا را آرزو کردم

کرون کس منھ سے تعریفِ دہانِ پاک اے سرور حفاظت ملکِ دندانکی یہی کرتا ہے سرتاسر	٢٠١	بہت آسان ہے کہدون مین اسکو حقۂ گوہر حکومت اسکی ہے شام وسحر تبّیس گوہر پر

لبون کے قبضۂ قدرت مین ہر اک کام ہے اسکا
وجودِ لب سے عالم کی زبان پر نام ہے اس کا

سُنا جب ہم نے نغمہ آج منقارِ عنادل سے ملا رازِ نہان کا کچھ پتا ارشادِ کامل سے	٢٠٢	معمّاے دہن حل ہوگیا اندازِ مشکل سے تعلق ہے دہن کے نقطۂ موہوم کا دل سے

وہ سب کچھ ہے مگر کچھ بھی نہین جب تک نہ دل چاہے

تو نشنیدی برآید از دل لب بستگان آہے

۲۰۳
اگر خاموش ہے قائل تو پھر غنچہ ہے یہ گویا
تعجب اس کا تھا گل ہو کے کیونکر ہو گیا غنچہ
اسی کو بلبلون نے گل کہا جب وہ ہوا گویا
دہن ہو کر کھلا رازِ نہان کا دوستہ عقدا

تبسم مین یہان دیکھا ہمیشہ ہم نے جب اسکو
اسی تشبیہ سے کہتے ہین شاعر غنچہ خندہ اسکو

۲۰۴
شباہت مین دہن موسیقیو نکا ہارمنیم ہے
دہن مین دانت بجتے ہین وہ آلا غنچو نپہ شبنم ہے
تعلق اسکی تقسیم کا پردون سے مسلّم ہے
سُریلی اور بلند آواز زیر و بم کی ہمدم ہے

بلاغت ہو ہی ہے اس نئی تشبیہ پر نازان
ہم اس ارگن کو کرتے ہین دہانِ پاک پر قربان

۲۰۵
دہانِ تنگ ہے حُسنِ دہان بس یہ حقیقت ہے
بڑا مرغوب تھا طرزِ بیان لطفِ فصاحت ہے
بہت میٹھی تھی حضرت کی زبان فوقِ حلاوت ہے
ملائک مدح مین عذب اللسان حُسنِ طلاقت ہے

دہن تنگ شکر ہے آپ کی شیرین زبانی کا
لب اپنے چاٹتے ہین ہم۔ مزا ہے خوش بیانی کا

۲۰۶
ملے دو مصرع لب اور دونون مصرعِ دندان
مسدس کے لئے مشکل نہ اب باقی رہی چندان
رباعی سے دہن کی ہو گئے اہلِ سخن خندان
کہ میدار یم تضمین خط لب را لبِ دندان

لب و دندان دہن شش
مع صباحت انکار
شش ۱۱

بہم نا ید چو گل از خندہ اے سرخوش[۱] دہانِ ما
چہ خوش وصفِ دہان او برآمد از زبانِ ما

لبِ مبارک

مصورا سے وِلا تصویرِ لب کی فکر مین سب ہین حقیقت ہیچ ہے انکی ہم انکو مانتے کب ہین	۲۰۷	اگر صنعت کو اپنی دیکھکر انگشت[۲] بر لب ہین لبون مین دودہ کی بو ہے ابھی وہ طفلِ مکتب ہین

ادہر غصے سے وہ ہونٹھ اپنے دانتون مین چباتے ہین
ادہر سرکار بھی ہونٹون مین اپنے مسکراتے ہین

فنِ تصویر مین مین نے کمال اپنا دکہایا ہے لبونکا ذوق اس تصویر کے ہونٹون مین آیا ہے	۲۰۸	لبِ شیرین کا نقشہ نقشِ صورت مین جمایا ہے اسی تصویر کے بوسے سے لب نے ذوق پایا ہے

لبِ شیرین کی مدحت سے ہوئی میری زبان شیرین
مزا یہ ہے ہوا مضمونِ شیرین سے بیان شیرین

لب حرف آفرین کہنے لگے اہلِ زبان لب کو جو اگلا لعل منھ سے کہدیا آتش زبان لب کو	۲۰۹	اسی اک وصف سے ہم مانتے ہین نکتہ دان لب کو دُرافشانی[۳] سے ہم کہنے لگے گوہرفشان[۴] لب کو

ولا یا قوتِ لب سے ہاتھ آئے گوہرِ دندان
صدف مین لعل۔ کانِ لعل مین ہین لولوِ عمان

۱ این شعر [illegible]
۲ انگشت بر لب [illegible] (از آصف اللغات)
۳ دُرافشانی۔ خوش کلامی۔ فصاحت (از [illegible])
۴ گوہرفشان صفتِ لب (بہار عجم)

۲۱۰
فصیحانِ عرب اس لب کو شکر بار کہتے ہین
بلیغانِ عجم خوش حرف و خوش گفتار کہتے ہین
اسی لب کو حسینانِ جہان دلدار کہتے ہین
عروسانِ[1] چمن سب غنچۂ گلنار کہتے ہین

ولہٗ
جب بند رہتے ہین شگوفہ نام ہے انکا
کِھلا کرتے ہین جب یہ گل۔ تکلم کام ہے اِنکا

۲۱۱
جب اُسکے تشنۂ دیدار کی جان آگئی لب پر
پلایا لب نے آبِ سرد جامِ چشم بھر بھر کر
لبا لب۔ دہان و لبا لب چشمۂ کوثر
کہا ہے نکتہ سنجون نے اسے جان بخش و جان پرور

لعابِ لب سے جبدم زخم کے لب ملگئے باہم
لبِ معجز نما معجز بیان کہنے لگے پھر ہم

۲۱۲
لبِ خاموش ہے تائید تیری بیدہانی کی
لبِ گویا نے کی تردید تیری بیزبانی کی
کُھلے جب لب حقیقت کُھل گئی رازِ نہانی کی
ملے جب لب ہوئی تصدیق میری نکتہ دانی کی

اگر اس لب کو لب جانین۔ دہن مفقود ہے تیرا
لب چشمہ اگر مانین۔ دہن موجود ہے تیرا

۲۱۳
تبسم می تراود در تکلم از لبِ خندان
بآئینے کہ صبح سر[2] زند از تابشِ دندان
ولہٗ از جنبشِ لب غنچۂ او شگفد چندان
کہ گل گردد[3] گلِ تر در نگاہِ آرزومندان

زحسنِ خندہ و حُسنِ تکلم در لبش سازے

[1] عروس چمن ہر یک از گل و میوہ و شاخ تازہ رستہ و درخت میوہ دار
[2] سر زدن۔ بمعنی ظاہر شدن ۱۲
[3] گل شدن و گل کردن بمعنی ظاہر شدن

گہے نشنید کس از (خندہ لب بستہ) آوازے

۲۱۴
لب و لہجہ سے روشن تھی تکلّم مین وِلا طاقت　　لبِ تیغِ دودم کو تھی زبانِ تیز کی ہیبت
لبِ دریا کو تھی دریا دلی سے لبلب خجلت　　لبِ خضرا پہ روشن تھی ہلالِ لب کی ماہیّت

لبِ خورشید، خورشیدِ لبِ بام از لبِ سرخش
لبِ شمع از دخانِ خود سیہ فام از لبِ سرخش

۲۱۵
لبِ شیرین کے صدقے مین ہوئی میٹھی زبان میری　　مزا یہ ہے بنی منقارِ طوطی ترجمان میری
زبان جب ہے وِلا شکر شکن شکر فشان میری　　اثر سے اسکے کیون میٹھی نہو یہ داستان میری

اگر مل جائین لب سمجھون اثر شیرین بیانی کا
اگر کہل جائین لب لوٹون مزا شیرین زبانی کا

زبانِ مبارک

۲۱۶
یہان وصفِ زبان مین بند ہے میٹھی زبان اپنی　　زبان کہلتی۔ اگر میٹھی نہ ہوتی داستان اپنی
نبی جی۔ وصف مین طوطی بنی ہے ترجمان اپنی　　غنیمت ہے یہی چلتی نہین جب کچھ یہان اپنی

جبینِ پاک ہے آئینہ روشن مرے آگے
چُھپے بیٹھے ہین استادِ ازل اس آڑ سے آگے

۲۱۷
وِلا طوطی بگلشن شہرتِ لطفِ سخن دارد　　بتعریفِ زبانِ خود لبِ شکر شکن دارد

لبِ تیغ یعنی دہارِ تیغ ۱۲
لبِ دریا یعنی ساحل ۱۲
لبِ خضرا یعنی آسمان ۱۲
لبِ آفتاب یعنی خطوطِ شعاعی ۱۲
لبِ شمع یعنی زبانِ شمع ۱۲

سرودِ نغمۂ بلبل مذاقے در چمن دارد		نہ آن لطفے نہ این فوقِ زبانے ہمچو من دارد
زبانم رشکِ طوطی۔ واصفِ لطفِ زبانِ او لسانم رشکِ بلبل نغمہ سنجِ داستانِ او		
مین وہ نقاش ہون جسکے مقابل ہیچ ہے مانی زبان کے ساتھ ہے لطفِ زبان کا نقش لاثانی	٢١٨	سخن سنجی مین خلاق المعانی رشکِ خاقانی دکھاتا ہون ولا تصویر مین لطفِ سخندانی
بنقشِ برگِ گل از رنگ و بوے اوست تصویرے بتعریفِ سخن تصویر دارد ذوقِ تقریرے		
ولا شاگردِ صنعت مانی و بہزاد ہین میرے سخن سنجانِ مشہورِ عجم نقاد ہین میرے	٢١٩	زباندانانِ نورانی زبان اُستاد ہین میرے فصیحان و بلیغانِ عرب اجداد ہین میرے
زبان کے لطف مین اہلِ زبان سے داد لیتا ہون کمالِ نقش مین ارژنگ چین کی داد دیتا ہون		
یہان وصفِ زبان مین لال ہین ساری زبان آور کہا اہلِ سخن نے صدقِ دل سے یکزبان ہو کر	٢٢٠	زبان ہے خشک آنکی آج میری تر زبانی پر ولا وصفِ زبانِ پاک مین رتبہ ترا برتر
وہان لوحِ زبان پر آج تصویرِ زبان اُتری عزیزِ صورتِ بہزاد خجلت سے یہان اُتری		

٢٢١

مرے لطفِ زبان کے قدردان سب نکتہ پرور ہین
مرے ممدوح ختم المرسلین نبیون کے سرور ہین
مرے ذوقِ سخن پہ یکزبان سارے سخنور ہین
حدیثین آپکی شانِ کلام اللہ کی مظہر ہین

ولا مین جس زبانِ پاک کا ہون آج مدحت گر
اسی روشن زبان مین ہے کلامِ خالقِ اکبر

٢٢٢

لسانِ پاک سے ہم نے زبانِ پاک کو پایا
یہان تصویر نے ہم کو ولا یہ لطف دکھلایا
کلام اللہ سے جیسے کلامِ پاک ہاتھ آیا
تصور کو ہمارا موقلم تصویر مین لایا

زبانِ پاک مین تجنیس سے ہم کام لیتے ہین
زباندانانِ نام آور سخن کی داد دیتے ہین

٢٢٣

سخن سنجانِ کافر کیش اسکو خار کہتے ہین
سخندانانِ یثرب خالقِ گفتار کہتے ہین
عجم کے باغبان اسکو گلِ گلزار کہتے ہین
ہم اسکو اے ولا تیغِ نبی کی دھار کہتے ہین

زبانِ تیغ پر قائم ہوا جھنکار نام اس کا
دلِ کفار کی ہیبت بنا روشن کلام اس کا

٢٢٤

یہ بانوے دہن ہے اسکی آرایش سچائی ہے
اسی کا خلق مہمانِ غذا کی پیشوائی ہے
حسین ہے اسکی صورت اور طبیعت مین صفائی ہے
اسی کا وصف اس مہمانکی آگے رہنمائی ہے

دل وجان سے ولا قربان ہون مین اسکی صداقت پر

بلاغت ہے تصدّق اس کے اندازِ طلاقت پر		
ببرگِ گل دہم تشبیہ در گلشن زبانش را فصیحانِ عرب عذب اللسان حسنِ بیانش را	۲۲۵	کہ دارم بر زبان مانندِ بلبل داستانش را زبانِ نازکِ او رہبرے لطفِ زبانش را
شدم شیرین سخن از حسنِ تعریفِ زبانِ او کہ دارد در سخن قندِ لطافت داستانِ او		
مقرنس ہے یہ لعلِ بے بہا یاقوتِ رمّانی ٹپکتی ہے لطافت۔ آبداری جس طرح پانی	۲۲۶	عجب یہ ہے نہایت نرم ہے یہ گوہرِ کانی یہ لوزِ زعفرانی ہے کہ فالودہ ہے نورانی
بہت دلچسپ ہے لطفِ زبان سے داستان اپنی وِلا اس بحر مین ڈُہوئی دُہلائی ہے زبان اپنی		
زبانِ حال سرور کی۔ زبانِ قال کا جوہر اُسی کا حکم دیتے تھے عمل تھا آپ کا جس پر	۲۲۷	زبانِ قال مین قوت اسی جوہر سے سر تا سر اُسی سے روکتے تھے جس سے خود محفوظ تھی سرور
زبان سے آپ جو کہتے تھے اسکو کر دکھاتے تھے عمل کو اپنی اُمّت کے لئے سُنّت بناتے تھے		
نیامِ لب سے یہ تیغِ زبان جسدم نکلتی تھی بگڑ کر مشرکون کے قتل پر جب وہ مچلتی تھی	۲۲۸	صفِ کفار پر وہ الامان بے طرح چلتی تہی پناہِ رحم ملتی تھی تو پھر وہ سر سے ٹلتی تھی

خمِ شمشیرِ ابرو مُڑکے سیدھا ہو نہین سکتا
وِلَآ تیغِ زبان کا زخم اچھا ہو نہین سکتا

کھلی رہتی تھی سرور کی زبان حاجت روائی پر
ترازو کی زبان قربان تھی اسکی سچائی پر
۲۲۹
اُٹھی رہتی تھی مخلوقِ خدا کی رہنمائی پر
کیا کرتی تھی وہ لعنت ہمیشہ بیوفائی پر

زبان جب دیکھلے سمجھو کہ ہو کر ہی رہا ایفا
زبانِ پاک کو بدلے ہوے ہم نے نہین دیکھا

زبان پر وہ کبھی لاتے نہ تھے احوالِ رنج و غم
زبان رکھتے تھے اپنے مُنہ مین گرچہ سرورِ عالم
۲۳۰
پکڑتے تھے زبان قاصد کی ہنستے تھے کبھی باہم
مگر چلتی زبان اُنپر تو وہ ہوتے نہ تھے برہم

بعرضِ خود زبان می یافت ہر کس در حضورِ او
زبانِ او نمی لغزید از ذاتِ صبورِ او

زبانِ خلق پر ہے یہ زبان حُسنِ بلاغت سے
نہ ہوتی تھی سماعت پر گران فرطِ لطافت سے
۲۳۱
بہت میٹھی تھی سرور کی زبان وصفِ فصاحت سے
وِلَآ ممتاز تھا حُسنِ بیان لطفِ طلاقت سے

دلِ من از زبانش بیش ازین چیزے نمی جوید
کہ تصویرِ زبان بر صنعتم احسنت می گوید

آوازِ مبارک

۱؎ زبان یافتن اجابت
یعنی ازقبن ۱۲
۲؎ زبان نفتن یعنی اوقوف
دراغ شدن زبان و برہم شدن ۱۲

۲۳۲
بلند آوازہ ام در دہر از تصویرِ آوازش — چہ تصویرے کہ صناعِ ازل نمود پردازش
ولا اعجازِ دستِ من فداے حُسنِ اعجازش — کہ آوردم بدست آواز را با حسنِ اندازش
چہ آوازے کہ آوازم فداے لطفِ توصیفش
نداے ہاتفِ غیبی صداے حُسنِ تعریفش

۲۳۳
قلم سے رس بھری آواز کی تصویر ہے مشکل — سہانے خواب کی اُس خواب مین تعبیر ہی مشکل
صفاتِ خوبیِ آواز کی تحریر ہے مشکل — ولا اس آیتِ آواز کی تفسیر ہے مشکل
گراموفون اگر ہوتا تو پھر ہم اس مین بھر لیتے
چڑھا کر چرخ پر اربابِ محفل کو سنا دیتے

۲۳۴
یہ وہ تصویر ہے جسکی نظر آتی نھین صورت — سنا دیتی ہے یہ کانونکو اس الحانکی کیفیت
اسی سے ہم کو ہاتھ آئی ہے جس صوتکی صنعت — نظر آتی ہے اس تصویر مین اللہ کی قدرت
گراموفون کی ریکارڈ کی اس مین شباہت ہے
مگر وہ جسمِ مصنوعی ہے یہ جانِ بلاغت ہے

۲۳۵
وہانِ پاک سے ہم نے زبانِ پاک جب پائی — زبانِ پاک سے قوت طلاقت کی نظر آئی
ولا میٹھی زبان سے کان مین آواز جب آئی — صداے خوش کے سننے پر طبیعت اپنی للچائی
وہان سرور کلام اللہ مین محوِ قرات تھے

یھان ہم گوش بر آوازِ مشتاقِ سماعت تھے

پریزادونکی آوازین کوئی موٹی کوئی پتلی
مغنی کی صدا کوئی اکہری اور کوئی دُہری
۲۳۶
حسینونکی صداؤن مین کوئی بھاری کوئی ہلکی
نواسنجانِ گلشن سے کوئی اونچی کوئی نیچی

مرے سرور تری آواز پیاری ہے سُریلی ہے
حسین و خوبصورت رس بھری سُتھری رسیلی ہے

مرے کانون مین جب سرکار کی آواز آتی ہے
نکلتی ہی نھین۔ نکلی تو ایسی تھرتھراتی ہے
۲۳۷
وِلا ہیبت سے پھر آواز اپنی بھول جاتی ہے
کسی کے کان مین دقت سے وہ آواز جاتی ہے

بیان مشکل ہے اس آواز کی تصویر ہے آسان
یھان لوح و قلم تصویرِ الحان بنکے ہین حیران

ہوا شیرین بیانی مین بلند آوازہ طوطی
وِلا حق سرّہٗ سے سرو کی عاشق بنی قمری
۲۳۸
چمن کے گلرخون مین دھوم ہے بلبل کے نغمے کی
زبانِ خلق پر ضرب المثل ہے لحنِ داؤدی

حرم مین جب رسولِ دوسرا پڑھنے لگے قرآن
قرارت کی خوش الحانی پہ یہ چارون ہوے قربان

بلاغت نے دیا ہے صوتِ دلکش کا لقب اسکو
فصیحانِ عجم کہنے لگے مخلوقِ لب اسکو
۲۳۹
سمجھتے ہین سخن افروز معیارِ طرب اسکو
بلند آواز کہتے ہین بلیغانِ عرب اسکو

ہم اس آوازِ اقدس کو صدائے غیب کہتے ہین
فرشتے ہم زبان ہوکر **وِلا** لاریب کہتے ہین

۲۴۰
عدو کہتے تھے آواز تو آپ انجان ہنتے تھے
وِلا مومن جو اس آواز پر قربان ہتے تھے
وہ اس اخلاق اور اغماض پر حیران ہتے تھے
پیمبر انکی آہٹ پر لگائے کان رہتے تھے

اُدہر سے یارسول اللہ کی آواز آتی تھی
اِدہر سے مرحبا کی کان تک آواز جاتی تھی

۲۴۱
دیا کرتے تھے وہ کفار کو اسلام کی دعوت
محبت آپ سے کرتے تو کرتے آپ بھی اُلفت
بزرگی وہ اگر کرتے تو کرتے آپ بھی حُرمت
بغاوت آپ سے ہوتی تو ہوتی اُنکی خود ذلت

صدف تا ہر دو لب نا رو بہم گو ہر نمی خیزد
کہ از یک دست در عالم صدائے بر نمی خیزد

۲۴۲
درِ سرکار پر آواز جب سائل لگاتے تھے
مدارا کے لئے جس وز گھر مین کچھ نہ پاتے تھے
کرم سے آپ کے مفلس کبھی خالی نہ جاتے تھے
ندامت سے دُعاے خیر دیکر مُسکراتے تھے

بجوشِ بذل دیدم گوش بر آوازِ سلطان را
کہ آوازِ گدا رونق دہد بابِ کریمان را

۲۴۳
وِلا تصویر آوازِ مبارک ہوگئی کامل
غلامانِ رسول اللہ مین ہم ہوگئے داخل

بحمد اللہ یہ عزت مصور کو ہوئی حاصل ۔ توجہ عالمِ رؤیا میں اسپر ہو گئی مائل

لگی محنت ٹھکانے جان اپنی جان میں آئی
جو اک اللہ کی آواز اپنے کان میں آئی

دندانِ مبارک

۲۴۴
بچشم آمد او دندانِ پاکش از لبِ خندان ۔ کنون دارم بنقشِ حسنِ دندانش لبِ[1] دندان
وِلا دندان[2] فرو بردم بکارِ خویشتن چندان ۔ کہ از ہر سو بگوشم[3] خورد تحسینِ ہنرمندان

بناکامی کنون دندان[4] بدندان می زند مانی
بحسنِ صنعتِ تصویر دندان[5] می نہد مانی

۲۴۵
نظر آنے لگی جب سلکِ لولو اسکی بتیسی ۔ دبائی اپنے دانتوں میں وِلا بہزاد نے انگلی
کہا صلِ علی اتری ہے یہ تصویر کیا اچھی ۔ مری آنکھوں کو دانت اپنے دکھاتی ہے چمک اسکی

جلاے او بچشم مہر و مہ دندانِ[6] صبح و شب
بچشم پارہ دندانِ[7] کوہ از عکسِ لعلِ لب

۲۴۶
سخن سنجوں نے دی تشبیہ دانتوں کو گوہر سے ۔ نگاہِ نکتہ سنجان میں نظر آتے ہیں اختر سے
بہ چمن میں باغبان کا استعارہ شبنمِ تر سے ۔ کہا حبِ نباتی انکو لب نے اپنی شکر سے

ہم انکو پارہ الماسِ مخروطی سمجھتے ہیں

[1] لب و دندان داشتن بمعنی قابلیت داشتن ۱۲
[2] دندان فرو بردن بمعنی سعی بلیغ کردن ۱۲
[3] بگوش خوردن بسماعت رسیدن ۱۲
[4] دندان بدندان زدن بمعنی افسوس خوردن ۱۲
[5] دندان نہادن بمعنی اعتراف کردن ۱۲
[6] دندان صبح و دندان شب ہر دو بمعنی سپیدی صبح
[7] دندان کوہ کنایہ از لعل یا یاقوت ۱۲

بلاغت مین ہم اس تشبیہ کو پوری سمجھتے تھے

یہ موتی ہین تو بتیسی انھین کی سلک گوہر ہے حبوب قند کی تشبیہ گو شبنم سے بہتر ہے	۲۴۷	صف انجم اگر وہ ہے تو ہر اک دانت اختر ہے مگر ہیرونکی خوبی اور تشبیہون سی بڑھکر ہے

کہا گوہر شناسون نے مسوڑون سے ہوا روشن
یہان الماس کے زیور مین ہے یاقوت کا کندن

مسوڑے پھول ہین شبنم کے قطرے کیون نہو دندان شفق ہے گر لب روشن تو یہ ہین اختر تابان	۲۴۸	نباتی حب ہین یہ شیرین دہن گویا ہے مصری دان دہن کو گر صدف کہیے تو یہ ہین لؤلؤ غلطان

تعجب یہ ہے جب لب معدن لعل بدخشان ہے
تو ہیرے کسطرح اسمین ہین میری عقل حیران ہے

ستارہ میرے طالع کا انھین دانتون سے جب چمکا قصیدہ اس در دندان کا جب اسکو پسند آیا	۲۴۹	ہوا غواص مین اس بحر ذخار مضامین کا شہ ذیجاہ نے منہ موتیون سے بھر دیا میرا

عدو کے دانت کھٹے ہو گئے ہونے لگا برہم
مزے قرص نباتی کی ثنا کے لوٹتے ہین ہم

زنخدان مبارک

ولا چاہ ذقن کی جب کھنچی تصویر نورانی	۲۵۰	بھر آیا منہ مین پانی غرق خجلت ہو گیا مانی

مسرت سے سراسر منھ پہ میرے پھر گیا پانی — نظر آیا مجھے اس چاہ مین محبوب کنعانی

فسون سازان حکمت چاہ نخشب اسکو کہتے ہین
سخن سنجان مدحت چاہ غبغب اسکو کہتے ہین

۲۵۱
فرشتون نے فلک پر اسکو چاہ دلو سمجھا تھا — جسے چاہ ستارہ مین اتر کر ہم نے جانچا تھا
ولا چرخ برین چکر مین مثل چرخ چلتا تھا — اسی پر ڈول برج دلو کا چڑھتا اترتا تھا

یہ چمن مین نہر جاری تھی اسی چاہ زنخدان سے
یہ ساری آبیاری تھی اسی چاہ زنخدان سے

۲۵۲
ہوا آب معلق سے ولا اس چاہ کا شہرا — نہال قد پہ ہے سیب ذقن اس باغ کا میوا
ترنج بے شجر ہوتے ہین اس گلزار مین پیدا — اسی چاہ زنخدان مین ہے سارا حسن یوسف کا

اسی کے عشق مین اک باولی ہے بانو زمزم
اسی کے چاہنے والون مین ڈانوان ڈول ہین اک ہم

۲۵۳
شمائل نے صراحت کی نہ اس چاہ زنخدانکی — بنی ریش مبارک بھی نقاب اس حسن پنہانکی
زنخدان ناک ہے اوصاف حسن وے خوبانکی — اسی سے بڑھ گئی تعریف مین جرأت سخندانکی

ذقن کی چاہ مین ڈوبے ہوئے ہین ہم سخندانو
اسی تجنیس کو پھر اس کا ماخذ کیون نہ تم مانو

۲۵۴
اسی چاہِ ذقن سے باغِ تن کی آبیاری ہے — لعابِ لب اسی کی نہر ہے جو مُنھ سے جاری ہے
اسی سے گلشنِ عارض مین خط کی سبزہ زاری ہے — اسی سے روے اقدس کے چمن مین گلعذاری ہے

وِلا ریشِ مبارک مین ہے یہ چاہِ ذقن پنہان
ہوا ظلمات مین جس طرح مخفی چشمۂ حیوان

۲۵۵
اسی چاہِ ذقن سے منفعل تالاب ہوتے ہین — ندامت سے سمندر بھی وِلا آب آب ہوتے ہین
اسی چاہِ ذقن سے تشنہ لب سیراب ہوتے ہین — اسی سے گلعذارون کے چمن شاداب ہوتے ہین

اسی گرداب سے گردش ہے چرخِ چاہِ زمزم کو
بھرا کرتے ہین ہم پانی اسی پر ناز ہے ہم کو

ریشِ مبارک

۲۵۶
زنقشِ ریشِ پیغمبر تواے مانی ابا کردی — نداری ریش ماریشے چنین کارے چرا کردی
اگر ریشِ سیاہ خود سپید از آسیا کردی — کہ ریشِ خود بدستِ دیگرے دادی خطا کردی

ہر انکو در کمالِ ریش کندن خود نمی کوشد
بدان ماند متاعِ قلب او در ریش بفروشد

۲۵۷
نقوشِ موے ریشِ پاک کی اب آ گئی باری — بجاے مو قلم ہونے لگی ابرو سے تیاری
جب اپنی موشگافی صرف کر دی ہم نے یا باری — کھنچی تصویرِ ریشِ پاکِ پیغمبر بہت پیاری

سبزاے ریش خندے۔ ریشِ پُربادِ تواے مانی
بدستِ ما سپردی صنعتِ خود را بنادانی

۲۵۸
بہت کچھ پنجۂ خورشید نے کی ریش پردازی
ہوئی گو دریشور کفار کی اس مین دراندازی
مرا ممدوح ریشِ آسمان پر لے گیا بازی
مگر چلنے نہ پائی ایک بھی ان کی سخن سازی

عدو پھٹکارتے ہین اپنی داڑہی کو سبب کیا ہے
اُڑایا اپنا مضمون چور کی داڑہی مین تنکا ہے

۲۵۹
یہی ریشِ مبارک رحل ہے عارض کے قرآن کی
یہی شانِ نزول اس آیتِ زلفِ پریشان کی
یہی رحلِ مبارک ریش ہے روے زنخدان کی
یہی تفسیر ہے اس صورتِ والشمسِ تابان کی

خطِ عارض سراپا ہالۂ ماہِ درخشان ہے
یہ داڑہی جامعِ خط حافظِ آیاتِ قرآن ہے

۲۶۰
سکھون مین راجپوتون مین جو اکرام ہے اسکا
حنا مالون مین ایرانی لقب گلفام ہے اسکا
ہوائی زہر سے حفظِ تنفس کام ہے اسکا
دکن مین اے وِلا ماہِ منور نام ہے اسکا

یہ اُس چہرے پہ ماہِ کاملِ عارض کا ہالا ہے
شفق رنگ حنا اور رنگ اس ہالے کا کالا ہے

۲۶۱
قصیدہ ہے یہی مضمون حُسنِ روے تابان کا
جبین مطلع تو ابرو حُسنِ مطلع اسکے عنوان کا

وِلا مقطع ہے یہ ریشِ مبارک اُس سخنداں کا ‏— یہی مجموعۂ اشعار ہے عارض کے دیوان کا

رباعی مونچھ اور ابرو کی ہے روے مقدس مین
یہی ریشِ مبارک ٹیپ کا مصرع مخمس مین

خطِ عارض اسی ریشِ مبارک کا ہے دیباچہ ‏— کتابی چہرۂ انور کا کیا اچھا ہے دیباچہ ‏— ۲۶۲
قلم سے کاتبِ قدرت نے خود لکھا ہے دیباچہ ‏— یہ خاکہ ہے کسی کے مو قلم کا یا ہے دیباچہ

اسی خاکے مین ہے پردازِ الوانِ خضابی کا
وہ دیباچہ تو یہ ہے خاتمہ روے کتابی کا

گھنے تھے بال ریشِ اقدسِ روے پیمبر کے ‏— سہانے بال گرداگرد تھے رخسارِ انور کے ‏— ۲۶۳
چمک بالوں کی نورِ عارضِ روشن مین سرور کے ‏— شعاعی خط کو کرتی تھی خجل مہرِ منوّر کے

محاسن آپکی ریشِ مبارک کے بیان کیا ہون
مضامین جب کرون بال سے باریک پیدا ہون

بروتِ مبارک

وِلا بہزادی مالد[۱] بروت خود بہ تصویرش ‏— بروتِ خویش از و بر تافتم[۲] در حفظِ توقیرش ‏— ۲۶۴
ندیدم در قلم پاسِ ادب ہنگامِ تحریرش ‏— زبون کردم بہ بروتش ریختم[۳] کاین بود تعزیرش

نگاہِ نازکِ من مو قلم گردید سر تا سر

۱؎ بروت بالیدن یعنی نخوت و غرور کردن ۱۲
۲؎ بروت بر تافتن از کسی یعنی اعراض کردن و رو گردانیدن از و ۱۲
۳؎ بروت ریختن یعنی مؤدب کردن ۱۲

بلوحِ دل زدم نقشِ بروتِ پاکِ پیغمبر ﷺ

۲۶۵
خطِ لب کی بنی تصویر مشکین اس نزاکت سے
کہ اربابِ نظر نے داد دی اپنی بصیرت سے
وِلاؔ بہزاد نے منڈوائی ہین موچھین ندامت سے
مگر جلوے سے وہ باہر ہے حسنِ نقشِ صنعت سے

لبِ جان بخش پر تصویر کیا اچھی دکھائی ہے
اسی جوہر سے اُس شمشیرِ لب مین جان آئی ہے

۲۶۶
کمالِ صنع مین دشمن سے جب ہم داد لیتے ہین
وِلاؔ پھر اپنی موچھون پر خوشی سے تاؤ دیتے ہین
ہم اب بہزاد کی نازک نگہ کو مان لیتے ہین
بصیرت کی سند اسکو قبولِ دل سے دیتے ہین

وِلاؔ وہ موچھ کا ہے بال سرتا پا صداقت مین
مگر شاگرد وہ اپنا ہے نقاشی کی صنعت مین

۲۶۷
نظر آتی تھین لہرین رات مین حوضِ لبالب پر
نہ غالب تھی چمک عارض کی اس تاریکیِ شب پر
نزاکت مین وہ موچھین جوہرِ شمشیر تھین لب پر
اثر ہوتا تھا اس شمشیر کا چشمِ مخاطب پر

مسلمان اس نزاکت پر وِلاؔ قربان ہوتے تھے
مگر کفار مارے خوف کے بے جان ہوتے تھے

۲۶۸
نکل آئی ہین موچھین اُس خطِ لب کی ترقی سے
جلی ہونے لگا خطِ خفی دیرینہ مشقی سے
ہوا روشن یہ نکتہ آپکے روے کتابی سے
لکھا ہے کاتبِ تقدیر نے باریک بینی سے

بون کا شرگین خط صفحۂ عارض کا مسطر ہے
بروتِ عنبرین۔ سطرِ کتابت کے برابر ہے

۲۶۹
لبِ نازک بلاغت مین ہے تیغِ آتشین پیکر
جوانمردانِ نام آور شجیعانِ عرب اکثر
خطِ لب ہے اسی شمشیرِ جوہر دار کا جوہر
دیا کرتے ہین دشمن کے مقابل تاؤ موچھونپر

وسیلہ رزم مین یہ خط ہے اظہارِ شجاعت کا
ذریعہ بزم مین ہے اعتبارِ حُسنِ صورت کا

۲۷۰
سخندان موچھ کی سبزی کو حُسنِ لب سمجھتے ہین
وِلاہم موچھ کی تخلیق کا مطلب سمجھتے ہین
بلاغت مین سخنور اسکو زلفِ شب سمجھتے ہین
حفاظت کے لئے نتھنونکی صنعِ رب سمجھتے ہین

ہوا بینی مین ان بالون سے ہر دم چھن کے جاتی ہے
سہارا اسکو ملتا ہے پلٹ کر جب وہ آتی ہے

۲۷۱
لبِ نازک پہ قائم ہین بروتِ نازکِ سرور
نباشد حُسنِ تشبیہِ خطِ لب بیش ازین بہتر
ہمیشہ سورۂ واللیلِ خط ہے آپکے لب پر
کہ از بیت الغزل موسوم گردندش سخن پرور

وِلا دو مصرعِ اوّل ہین اُس ابروے عالی کے
یہی دو مصرعِ آخر ہین موزون اس بالی کے

غبغبِ مبارک

مو ریش بیت آسمان کنایہ
از خطوط شعاعی ۱۲

۲۶۲
یہان تصویرِ غبغب مین طبیعت اپنی گھبرائی
نظر ریشِ مبارک پر جمی تھی مثلِ شیدائی
ہوئی رہبر ہماری شانۂ اقدس کی دانائی
اُسی کی موشگافی سے وِلاؔ تصویر اُترآئی

مرا ہمدر وشانہ مو بمو سرگرمِ یاری تھا
ندامت کا پسینہ غبغبِ مانی سے جاری تھا

۲۶۳
مفصّل لکھ گئے جب حُلیۂ فرقِ پیمبر کو
نقاب اسکی سمجھتے ہین اگر ہم ریشِ انور کو
تو پھر تعریف مین کیون تَرک کردین خاتمِ سر کو
تو پھر اسکے عَرَض سے کیون چھپائین حُسنِ جوہر کو

وِلاؔ ریشِ فلک مین جرمِ کوکب چھپ نہین سکتا
نقابِ ریش مین خورشیدِ غبغب چھپ نہین سکتا

۲۶۴
جسامت آپکی تھی آخرِ عمرِ معلّےٰ مین
وِلاؔ متروک ہے یہ آپکے ہر اِک سراپا مین
تہِ ریشِ نبی غبغب تھا دیدہ چشمِ بینا مین
حبابِ منعکس ہم کو نظر آتا ہے دریا مین

سخنور غبغبِ جانان کو موجِ نہر کہتے ہین
ہم اس غبغب کو نہرِ خلد کی اِک لہر کہتے ہین

۲۶۵
بدن کی فربہی مین نام اسکا غبغبِ کامل
ہوا غبغب ہے جانانِ نازنین کے حُسن مین داخل
اِسی غبغب کو ہے ظلِّ زنخدان انکا شرف حاصل
زنخدان لے وِلاؔ دریاے غبغب کا ہے اِک ساحل

بحورِ تن سے ترکِ موجِ غبغب ہو نہین سکتا

کسی ترکیب سے خالی مرکّب ہو نھین سکتا

۲۷۶
بلاغت مین بڑہی تشبیہ سے توقیر غبغب کی
ہلالی شکل سے ہاتھ آگئی شمشیر غبغب کی
وِلا آبِ معلق سے بنی تصویر غبغب کی
ہوئی خورشیدِ غبغب سے عیان تنویر غبغب کی

ہلال اس کا نظر آتا ہے مغرب کے کنارے سے
مگر ہوتا ہے غائب ایک اُنگلی کے اشارے سے

۲۷۷
سخنور گوا سے کہتے ہین خود مختار و وارستہ
مگر یہ ہے مضافاتِ دہن کا جزوِ پیوستہ
بقولِ نکتہ سنجان یہ زنخدان کا ہے وابستہ
اسی غبغب کو کہتے ہین نجم آبِ گرہ بستہ

یہی غبغب وِلا چاہِ زنخدان کا خزانہ ہے
یہی اُس خسروِ بالانشین کا سردخانہ ہے

۲۷۸
بلاغت نے کہا ہے اسکو سیم و سمتین سیمین
کبھی رہتا ہے یہ مانندِ عارض تازہ و رنگین
کبھی ہے نرم و گہے سخت و سبک گاہے گہے سنگین
وِلا در عالمِ اجسام جرمِ طرفہ رنگست این

اگر سر اُٹھ گیا اوپر تو یہ خورشید بنتا ہے
اگر سر جُھک گیا نیچے۔ ہلال عید بنتا ہے

۲۷۹
اسی غبغب کو شاعر گو سے سیمین فام کہتے ہین
ہلالی بٹ سے اسکو غرۂ ایام کہتے ہین
خبر دارانِ ہیأت ہالۂ اجرام کہتے ہین
حکیمانِ جہان آویزشِ اندام کہتے ہین

فنِ تشریح سے اسکی حقیقت ہوگئی روشن
یہی آویزشِ سطحِ دہن ہے ہمسرِ گردن

مسلّم ہے نبی کا حُسن فائق مہ جبینوں سے
نزاکت تھی اسی غبغب میں بڑھکر نازنینوں سے
۲۸۰
سوا تھی اُنکے چھریری چمک سارے حسینوں سے
کسی پردے میں چھپ سکتا نہیں تا دوربینوں سے

بصیرت جس کو حکمت میں نہیں وہ اسکو کیا جانے
وَلَا ہم جانتے ہیں اس قدر آگے خدا جانے

گردنِ مبارک

بنقشِ گردنش چون شمع گردن بر کشی مانی
چنان شبدیزِ طبعِ خویش آوردم بجولانی
۲۸۱
زبانت را بہ بزم تا خبر یابی زنا دانی
گرمی خاری بناخن گردن خود از پشیمانی

ز نقشِ گردنِ عالی سخن راندم بآئینے
کہ گوشم خورد از گردن کشانِ نظم تحسینے

حقیقت وہ تھی سر کی یہ صراحی دار گردن ہے
وَلَا یہ شمع کافوری بیاضِ صبح روشن ہے
۲۸۲
اسی سے سر بسر قالب کی رونق زینت تن ہے
یہی گلبن ہے جسپر بلبلِ سر کا نشیمن ہے

جھکی رہتی ہے یہ جھکتی ہے جیسی شاخِ بار آور
سبق گردن کشوں کو مل چکا ہے اس سے سرتاسر

بدون موقّدہ استعمال است گردن ران موقّدہ را محذوف دانند چنانکہ پاشد بجای پاشدن ۱۲

گردن کشان نظم کنایہ از سخن گویان نامور ۱۲

سرِ اقدس شگفتہ پھول تھا سرو کی گردن پر وِلا احسانِ گردن جسطرح زیور کی گردن پر	۲۸۳	مگر اخلاق سے تھا بارِ احسان سر کی گردن پر عیان تھا بارِ گردن آپکے چنبر کی گردن پر

سرو گردن، بہم وابستۂ احسان تھے ہنسلی کے
یہ تینون سر بسر ممنون تھے ہر ایک پسلی کے

وِلا یہ آپکے اعضا کے تھے اخلاقِ جسمانی جوارح سے سوا تھے آپکے اخلاقِ روحانی	۲۸۴	یہان جنکے بیان مین ہم نے دی دادِ سخندانی جھکی رہتی تھی گردن اور مروّت نقشِ پیشانی

چنان می کرد گردن چرب و نرم اندر سخن گفتن
کہ تارِ رشتہ نرمی می پسندد در گہر سفتن

وِلا گردنکش انکے سامنے گردن جھکاتے تھے جو انکے امتثالِ حکم مین گردن ہلاتے تھے	۲۸۵	نہ سرکش روبرو انکے کبھی گردن اُٹھاتے تھے نگہبان اُنکی گردن تیغِ ابرو سے اُڑاتے تھے

اسی گردنکا شہرہ گردن افرازونکے کانون مین
اسی گردنکی رفعت کا ہے چرچا آسمانون مین

اسی کا نام ہے فوارۂ سرِ چشمۂ کوثر صفات اسکے ہین نورانی مصفّا و صفا پرور	۲۸۶	اسی سے لے چلے پیاسے صراحی اپنی بھر بھر کر یہی ہے دستۂ بلور یا مرآۃ پر جوہر

اس آئینے مین روشن عکس ہے خالق کی قدرت کا

وِلَا دل پر ہمارے نقش ہے صانع کی صنعت کا

نمونہ ہے فلک اس گردنِ عالی کی رفعت کا ۲۸۷ اسی گردن کا خم اظہار ہے حق کی اطاعت کا
اسی گردن پہ سارا بوجھ ہے عصیانِ اُمّت کا اسی گردن پہ سارا بارِ اُمّت کی شفاعت کا

کبھی آنے نہ پایا بارِ احسان اُن کی گردن پر
اُنھین کا ہے سراسر بارِ احسان اپنی گردن پر

جفا پرداز کی گردن سے وہ ہرگز نہ ٹلتے تھے ۲۸۸ وِلا نیزے پہ سرِ گردن اُڑا کرکے نکلتے تھے
پکڑ کر انکی گردن باغیونکے سر کچلتے تھے صفوفِ جنگ مین گردن اُٹھائے آپ چلتے تھے

دِکھاتے تھے وہ عجز اپنا جھکا کر اپنی گردن کو
بڑھاتے تھے ہمارے دل پھنسا کر اپنی گردن کو

اسی گردن کا آگا حلق ہے اپنی زبانون پر ۲۸۹ جسے حلقوم کہتے ہین سخندانِ عجم اکثر
یہی راہِ غذا ہے جس سے جاتی ہے غذا اندر غذاے پاک کا پیغامبر ہے حلقِ پیغمبر

تنفّس کی ہے نالی اس مین جو دن رات چلتی ہے
اسی رہ سے ہوا ہوتی ہے داخل اور نکلتی ہے

ادب سے آپکے گردن جھکائے سب پویش تھے ۲۹۰ جمالِ حُسن سے حورانِ عالم آپ پر غش تھے
اسی گردنکے آگے سر جھکائے سارے سرکش تھے صراحی دار گردن پر کیا کرتے سب اش اش تھے

بآئینِ سخندانی کشیدم نقشِ گردن را
مجالِ (گردن دعوی کشیدن) دادہ ام تن را

دوشِ مبارک

اگر بہزاد کا کاندھا پکڑ کر بڑھ چلین ہم بھی بصیرت سے اگر کچھ کام اس فن مین لین ہم بھی	۲۹۱	سراپا بنکے مورت اسکے سانچے مین ڈھلین ہم بھی کسی دن پھر کفِ افسوس حسرت سے ملین ہم بھی

ولا ممنونِ احسانم کہ دوشم می دہد مانی
کہ نبود شیوۂ کفرانِ نعمت در مسلمانی

یہان گو ہم فنِ تصویر مین ہمدوشِ مانی ہین مگر تصویر کی پرواز مین جدت کے بانی ہین	۲۹۲	نکاتِ فن سے ماہر عرف مین ارژنگِ ثانی ہین مزا یہ ہے کہ اس فن مین بھی خلاق المعانی ہین

بصنعت دوشِ خود بر میزنیم از موشگافیہا
خبرداریم از موضوعِ مصنوعات و ما فیہا

ولا تصویرِ دوشِ پاک مین اعجاز ہے اپنا ہمارا جوہرِ ذاتی سخن پرداز ہے اپنا	۲۹۳	بحمد اللہ صناعِ ازل مساز ہے اپنا فنِ نازک مین اس تصویر سے اعزاز ہے اپنا

بنقصِ صنعِ او چون می زنیم ارژنگ را دوشے
چرا دوشے خورد این مردِ ہشیاری چو مدہوشے

۱ مجال دادن بمعنی قدرت دادن ۱۲
۲ گردن دعوی کشیدن بمعنی ناز کردن ۱۲
۳ دوش دادن بمعنی اعانت کردن ۱۲
۴ ہمدوش بمعنی ہمسر ایضاً صفحہ ۱ ۱۲
۵ دوش برزدن بمعنی دعویٰ کردن ۱۲
۶ دوش زدن بمعنی ادبار کردن ۱۲
۷ دوش خوردن بمعنی بد داشتن ۱۲

۲۹۴
خدا کی شان آتی ہے نظر شانونکی رفعت مین
رہا کرتا ہے سارا ہاتھ انکے دستِ قدرت مین
جنھین کرسی سمجھتے ہین زبان آور بلاغت مین
کلائی اور کہنی پر ہین قادر اپنی قوت مین

یہین سے ابتدا ہے بازوِ دستِ مقدّس کی
انھین پر انتہا آویزشِ گیسوے اقدس کی

۲۹۵
وِلا دوشِ مبارک منزلت مین عرش و کرسی ہین
کراماً کاتبین سے انکی تشبیہین سہانی ہین
یہ دو شانے ہین لیکن شانِ یکتائی مین اکّی ہین
علوِ مرتبت مین آسمانون سے یہ عالی ہین

روے اقدس اُنپر پردۂ ابر بہاری ہے
انھین پر بال ہین کالی گھٹا کی مشک باری ہے

۲۹۶
کفن مین اپنا مُنھ ڈھانپے ہوے آیا ہون ای سرور
گنہ کے بار سے طاقت نہ تھی چلنے کی اے رہبر
وفورِ معصیت سے اپنے شرمندہ ہون سرتاسر
سوار آیا ہون اپنے چار فرزندونکے کاندھون پر

بوصفِ دوشِ پاکت شاہدِ مقصد در آغوشم
کہ دوشم داری و من از گناہِ خود سبکدوشم

۲۹۷
نبی تصویر جب شانے کی پھر شہرہ ہوا اپنا
ہجومِ خلق سے شانے سے شانہ چھل گیا اپنا
اُمنڈ آئے تھے زائر اسقدر گھر بھر گیا اپنا
بڑہا تصویر لیجوے بغل مین حوصلا اپنا

بڑہی ہمت تو پھر ہم نے چڑہائی آستین اپنی

مسرت سے چمکتی تھی ولا روشن جبین اپنی

بغلِ مبارک

۲۹۸
بغل مین مار کر آئے تھے سامان حضرتِ مانی
ولا انکی نہ ہوگی اس سے بڑھکر کوئی نادانی
مگر ہیات سے صورت پہ برستی تھی پریشانی
مرے آگے دکھایا چاہتے تھے اپنی جولانی

بغل مین جو دبا رکھتے ہین نادان اپنے ایمان کو
کبھی نیچا دکھا سکتے نہین مردِ مسلمان کو

۲۹۹
ولا مانی کی خاکے ہی مین قلعی کھلگئی ساری
ندامت کا پسینہ سر بسر بغلونسے تھا جاری
لگا ہیبت سے بغلین جھانکنے رخصت تھی عیاری
روان تھی سیل جو بغلے سے دم مین ہوگیا بھاری

وہان آنکھون مین ہم کو پھر نہ وہ صورت نظر آئی
یہان تصویرِ شایانِ بغل فوراً اتر آئی

۳۰۰
یہی شانے کے نیچے کا ہے حصہ جسم انسانسے
معانق آپ ہوتے تھے ہمیشہ اپنے مہمانسے
پہرونکے جوڑ کا حافظ ہے اندازِ نگہبانسے
بغل گیری نے آگے کر دیا اس حسنِ پنہانسے

بہ تصویرے کہ چون تصویرِ جانان در بغل دارم
پئے وصفِ بغل ہا بر زبان لطفِ مثل دارم

۳۰۱
نفاست مین تری اسکی ہے مثلِ نافۂ آہو
پسینے کو ٹپکنے کا کبھی ملتا نہین قابو

وِلاؔ ہم کو ملا تشبیہ مین تعریف کا پہلو
کہا نازک خیالون نے بغل کو غنچۂ بے بو

بغل گیری سے مہمان جب مشرف ہو کے آتے تھے
صفاتِ حُسن و تعریفِ بغل کو جان جاتے تھے

۳۰۲
سراپا مین سخندانون نے اسکو ترک فرمایا
حضورِ شاہ مین جب ہم نے پڑھنے کا شرف پایا
یہ اونکی مصلحت تھی ہم کو موقع اس کا ہاتھ آیا
تبسّم نے قبولیّت کا ہم کو رنگ دکھلایا

سخندان سارے بغلین جھانکتے ہین مُنھ چھپاتے ہین
خوشی سے اپنے بچّے اے وِلاؔ بغلین بجاتے ہین

مُہرِ نبوت

۳۰۳
لبِ بہزاد پر مُہرِ خموشی کا سبب کیا ہے
بتائے ہم تمھین دیتے ہین اپنے فن مین کچا ہے
ذرا پوچھے کوئی خاموش کیون ہے کسنے روکا ہے
سیانا ہے اسی مین خیر وہ اپنی سمجھتا ہے

یہان زورِ قلم کے ساتھ ہے تائیدِ یزدانی
بڑھے جب ہم تو وہ تھا اے وِلاؔ تصویرِ حیرانی

۳۰۴
ملا موقع زیارت کا ہمین حمّامِ سرور مین
جما آنکھون مین پہلے عکس جیسے نور گوہر مین
کھڑے تھے ہم وہان پشتِ مبارک کے برابر مین
وِلاؔ تصویر تھی پھر قدرتِ دستِ سخنور مین

قلم سے کاغذِ روشن پہ جب نقشہ اُتر آیا

تو حُسنِ مُہر کا الفاظ پر مضمون اُبھر آیا

۳۰۵
اتارا مین نے نقشِ پاک اس مُہرِ نبوت کا
فنِ تصویر مین ہے یہ نمونہ میری صنعت کا
یہ تمغاے رسالت ہے اُسی مُہرِ شریعت[1] کا
یہی صنعت نمونہ ہے ولا خالق کی قدرت کا

یہی تصویرِ مُہر اب بنی بہزاد و مانی کی
رہی باقی نہ گنجایش کوئی اب لن ترانی کی

۳۰۶
وہ ختم المرسلین تھے اور یہ خاتم نبوّت کی
علامت تھی اسی پر ہوے مشاہین سے کتابت کی
یہ مُہر آل تمغاے سند انکی رسالت کی
یہ مُہر مستند سرنامۂ قانونِ قدرت کی

مسجّل اسمِ اعظم سے ہے یہ منشورِ ربّانی
حقیقت مین اسی کی نقل تھی مُہرِ سلیمانی

۳۰۷
کھو ونکے درمیان مُہرِ نبوّت کا جما سکّا
عدودِ سرخ کی ہیأت مین تھا اک گوشت کا ٹکڑا
تہِ گردن عیان تھا قدرتی حلقہ نبوّت کا
شمائل مین ہوا اس مُہر کی تعظیم کا شہرا

شرف اندوز جب سلمان ہوے مُہرِ نبوّت سے
ہوے واقف وہ عالی رتبۂ مُہرِ شریعت سے

۳۰۸
عزائم خوانِ افسون دان اسے مُہرِ شفا[2] سمجھے
سخندان اسکو مُہرِ خالق جل وعلا سمجھے
امامیہ اسے مصداقِ مُہرِ کربلا سمجھے
رسولِ دوسرا کو مُہر بردارِ خدا سمجھے

[1] مہر شریعت کنایہ از سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲
[2] مہر شفا کنایہ از تعویذ کہ وارکرعزائم خوانان آنرا در گلوے بیمار براے دفع مرض اوی اندازند ۱۲
[illegible]

وِلاؔ مُہرِ دہانِ روزہ داران ہم سمجھتے ہین
یہان لطفِ سخن کو غیرِ صائم کم سمجھتے ہین

۲۰۹

کہا محسنؔ نے تھا اس مُہر مین کلمہ شہادت کا
وثیقہ تھا یہی سردارِ عالم کی رسالت کا

اشارہ جس شہادت مین ہے اُس خالق کی وحدت کا
وِلاؔ پاتے ہین ہم کچھ اختلاف اسمین روایت کا

خدا ہی کو خبر اس واقعے کی کیا حقیقت تھی
ہُوا ہے اتفاق اس پر کہ وہ مُہرِ نبوّت تھی

۲۱۰

بناے آلِ تمغےٰ کی یہان ترکون کی دولت سے
دول نے اس طریقے کو کیا جاری عقیدت سے

سلاطین نے لیا اس رنگ کو مُہرِ نبوت سے
یہان ہم کو ملی تائید اس آثارِ عزت سے

وِلاؔ رنگِ بلندشِ لطف تاریخی دہد مارا
کہ لاکِ سرخ شد تزئینِ عنوان آل تمغارا

دستِ مبارک

۲۱۱

قلم ہے ہاتھ مین میرے ترے ہاتھون کی مدحت مین
ہر اک مضمون برجستہ ہے میرے دستِ قدرت مین

مرا دل شوق سے ہاتھون اُچھلتا ہے کتابت مین
اُٹھے ہین ہاتھ لاکھون ہر طرف میری حمایت مین

اگر ہو جاے گا یہ کام سرور میرے ہاتھون سے
مین ہاتھون ہاتھ پاؤنگا صلہ ان تیرے ہاتھون سے

۱؎ مہرِ دہانِ روزہ داران [illegible] ۱۲۰۷

۲؎ مضمون [illegible] صاحب ارشاد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

۳۱۲
حقیقت کھل گئی ہاتھوں سے تیرے اس مصوّر کی
بنایا ہاتھ ہم نے بھی مگر اسکو نہ کچھ سوجھی
مبارک کام سے وہ ہاتھ دھو بیٹھا بہت جلدی
ہوئی دنیا مین آخر اسکے ہاتھوں اسکی رسوائی

پئے تصویر جب دستِ مبارک سے ہٹا خامہ
پکڑ کر رہ گیا بھزاد اپنے ہاتھ مین خامہ

۳۱۳
لگاتا ہاتھ مین جس کام کو ہون کر دکھاتا ہون
پھر اس تصویر کو دستِ مبارک سے ملاتا ہون
ابھی تصویر مین دستِ مبارک کی بناتا ہون
صلہ اس کا انھین ہاتھوں سے ہاتھوں ہاتھ پاتا ہون

شدم با او مصافح دستِ پاک و بدستِ من
قلم تشبیہِ دست و خامۂ من (پیشِ دست) من

۳۱۴
انھین ہاتھون مین ہے ساعد انھین مین جوڑ بازو کا
انھین مین مُہرِ دستِ پاک ہے اور ہاتھ کا پنجا
انھین ہاتھون مین ہی کہنی انھین ہاتھون مین پہنچا
اسی مین ہے ہتیلی انگلیان اور ناخنِ والا

وِلا تعمیمِ دستِ پاک را تخصیص ہم باید
بیانِ ہر یکے در ملحقاتِ دست می آید

۳۱۵
انھین ہاتھوں کو کافر بے امان تلوار کہتے ہین
زبان آور انھین کو حامیٔ بیکار کہتے ہین
مسلمانانِ عالم قاتلِ کفار کہتے ہین
ہم انکو حاملِ شمشیرِ جوہر دار کہتے ہین

انھین ہاتھون وہ اپنی میان سے باہر نکلتی ہے

لو دست بدل آشنا پیر
با فرزندان و منظر ۱۲

انھین ہاتھون سے وہ کفّار کی گردن پہ چلتی ہے

۳۱۶
انھین ہاتھون سے وہ کفّار پر نیزہ چلاتے تھے
یہی وہ ہاتھ ہین جو دشمنونکے دل ہلاتے تھے
انھین ہاتھونکی ہیبت سے عدو کو دست آتے تھے
یہی وہ ہاتھ ہین جن سے عدو پر فتح پاتے تھے
انھین ہاتھونکی قوت سے گھٹی کفّار کی طاقت
انھین ہاتھونکے صدقے مین بڑھی اسلام کی قوت

۳۱۷
یہی رازِ حمایت ہین یہی ہین حامیِ اُمّت
انھین ہاتھون مین ہی طاقت انھین ہاتھونمین ہے قوت
یہی ہین بانیِ مذہب یہی ہین حافظِ ملّت
انھین کو نکتہ سنجون نے کہا ہے خالقِ نصرت
اِنھین ہاتھون سے وہ تلوار کافر پر اُٹھاتے تھے
انھین ہاتھون سے وہ کفّار کو نیچا دکھاتے تھے

۳۱۸
جو تو چاہے کرے سب کچھ ہے تیرے دستِ قدرت مین
مقدّر دست بستہ ہے یہان تیری اطاعت مین
دلِ عالم ہے تیرے ہاتھ مین تو انکی خدمت مین
ملائک ہاتھ پھیلائے ہُوے تیری حکومت مین
اشارے پر ترے تقدیر تیرے ساتھ ہوتی ہے
ترے احکام کی تعمیل ہاتھون ہاتھ ہوتی ہے

۳۱۹
ترا دستِ مبارک دستگیرِ ناتوانان ہے
اسی کا وصف گوہر بار ہے اور گوہر افشان ہے
ترا دستِ حمایت دست بر دل کا نگہبان ہے
ترے دستِ کرم پر حاتمِ طائی بھی قربان ہے

بدرگاہِ خدا بہرِ دعا چون دست برداری
باستقبالِ او آید اجابت از درِ باری

بازوے مبارک

پھڑکنے جب لگے بازو تو پھر آنے لگی خوشبو ہٹی ساعد[لہ] سے جب چادر نظر آنے لگے بازو	۳۲۰	سواری آگئی اور سامنے تھی قامتِ دلجو مرے بختِ ساعد سے ملا تصویر کا قابو

ادب سے ہاتھ کو بوسہ دیا قدمون پہ سر رکھا
مگر بازو کو مین نے اے ولا پیشِ نظر رکھا

مری خوش قسمتی سے ساتھ تھا تصویر کا سامان ملایا بازوِ اقدس سے پھر اس پر ہوا قربان	۳۲۱	بچا کر آنکھ مین نے لی ولا تصویرِ عالیشان بلورین ساعدِ منقوش پر مین خود رہا حیران

اسی تصویر کو بندِ مسدس مین دکھاتا ہون
جسے مین ساعدِ خوبان کا بازو بند پاتا ہون

ولا اس ساعدِ سیمین سے جب ہاتھ آگئی دولت قبا کی آستین ہے پردۂ فانوس کی صورت	۳۲۲	اسی دولت سے ہاتھون ہاتھ پیدا ہوگئی قوت اسی فانوس سے اس شمعِ ساعد کی ہوئی زینت

یہان تشبیہِ شمعِ طور سے پُر نور ہے بازو
مرے زخمِ جگر کا مرہمِ کافور ہے بازو

لہ یہان ساعد بمعنی بازو ہے۔ فارسی اور عربی کا استعمال بازو اور کلائی دونون کے لئے ہے ۱۲

۲۲۳
حکومت ہے اسی کی جسم مین کہنی سے شانے تک — اسی کے زور سے زورِ کمان اور قوتِ ناوک
اسی سے تھے مخاطب شاہ عضدالدولہ زیرک — اسی کے زورِ بازو تھے علیِ مرتضیٰ بیشک

اسی بازو کی قوت قوتِ بازوے حیدر تھی
شجیعانِ عرب کے زورِ بازو کا یہ جوہر تھی

۲۲۴
ولا وصفِ اعانت ساعدِ انور پہ شیدا ہے — مساعد بخت ہین اپنے جو اس ساعد کو دیکھا ہے
بلورین ساعد اس کا سینۂ ماہی سے پیدا ہے — نظر آتی ہین جس مین مچھلیان وسیلِ دریا ہے

اعانت جسکو اس بازو سے ہو وہ کیون نہ پار اُترے
جو اسکو دیکھ لے دریا تو موجون کا خمار اُترے

آرنج مُبارک (کہنی)

۲۲۵
ولا بازو سے آگے بڑھ کے ہم کہنی پہ آتے ہین — یہان مسند پہ کہنی ٹیک کر خاکا جماتے ہین
لقاے بندگاہِ ساعد و بازو دکھاتے ہین — ہلاتا ہاتھ ہے بہزاد ہم کہنی چلاتے ہین

یہان بہزاد کی کہنی پہ ہم ہرگز نہ جائینگے
نزاکت سے ولا تصویر اسکی خود بنائینگے

۲۲۶
اسی پر اے ولا کرسی نشینونکا سہارا ہے — اسی مرفق کے ٹیکے پہ یہان اپنا گزارا ہے
اسی کا حالتِ غفلت مین کیا اچھا اشارا ہے — اسی مرفق مین وصفِ نازکی فوق و مدارا ہے

نظر آئی وضوے مصطفےٰ مین نازنین اپنی
چڑھائی تھی پیمبر نے اُسی تک آستین اپنی

۳۲۷
سہارے سے اسی مفصل کے ہم ہر دم سنبھلتے ہین
سمندر مین سفینے اسکی پامردی سے چلتے ہین
اسی اک جوڑ سے دن بھر مین سیون کام چلتے ہین
اسی کہنی کی ٹکر سے ہزارون دل دہلتے ہین

مقولہ ہے عرب کا اے وِلا اسباب مین برحق
جراحُ السّیف شیٔ ھیّنٌ من ضربۃ المِرفق

ساعدِ مبارک (کلائی)

۳۲۸
مین پہونچا آپکے پہنچے پہ جب وصفِ سراپا مین
حقیقت مین ہین یہ دو ہڈیان دستِ توانا مین
نظر آنے لگی اک شاخِ نازک سروِ بالا مین
دونالی ہے تمنچہ ہو بہو اُس دستِ یکتا مین

یہ دوضربی تمنچہ جب صفِ لشکر پہ چلتا ہے
وِلا ہیبت سے سارے کافرونکا دل دہلتا ہے

۳۲۹
یہان کہنی کے آگے آپکی نازک کلائی ہے
اسی نازک بدنکی اپنے پنجے تک رسائی ہے
نزاکت کی بدولت اس مین وصفِ دلربائی ہے
عزیزو اسکی فطرت مین سراپا خودنمائی ہے

کلائی آستین سے خود بخود باہر نکلتی ہے
مسیحا کی ہے یہ رہبر اسی مین نبض چلتی ہے

یہ دن بھر مین کئی بار آبِ زمزم سے نھاتی ہین چڑھا کر آستین جب آستین سے باہر آتی ہین	۳۳۰	نماز پنج وقتہ کے وضو مین دھوئی جاتی ہین تو پھر آنکھون مین میری مردمک بنکر سماتی ہین

یہ دونون دلربا ہین ملحقاتِ دست مین شامل
معین زور بازو پنجۂ اقدس کی ہین حامل

پنجۂ دستِ مبارک

مرے پنجے مین انگلی کا قلم یہ نقشِ فطرت ہے وہ محوِ نقش ہے سر تا قدم تصویرِ صورت ہے	۳۳۱	ملا ہے خامۂ معجز رقم خالق کی قدرت ہے ترے پنجے کا وہ بھرتا ہے دم یہ اسکی طاقت ہے

اسی تصویر کا صدقہ ہے خامہ اپنی طاقت مین
خدا کی شان ہے لوح و قلم ہین اسکی قدرت مین

کفِ دستِ مبارک سے مرکب پنجۂ انور کہا کرتے ہین اسکو پنجۂ مرجان سخن پرور	۳۳۲	اسی پنجے نے پانچون انگلیان رکھین ہتیلی پر چمک مین پنجۂ الماس ہے اور پنجۂ گوہر

یہ اپنے رنگ و بو مین پنجۂ گل - پنجۂ لالا
گلون سے پنجۂ خورشید کی تشبیہ ہے اعلی

اکھاڑون مین اسی پنجے کا دم استاد بھرتے ہین اسی پنجے سے کشتی باز کے شانے اترتے ہین	۳۳۳	اسی پنجے کی سارے پنجہ کش تعظیم کرتے ہین یہ وہ پنجہ ہے نورانی نہوٹی جسپہ مرتے ہین

۵؎ پنجۂ لالہ - لالہ باشد
۶؎ پنجۂ خورشید کنایہ از خطوط شعاعی ۱۲

اسی پنجے کا چرچا چار سو شش دانگ عالم مین
اسی پنجے کا شہرا ہشت[۱] منظر ہفت طارم[۲] مین

۳۳۴
اسی پنجے مین تھا خنجر اسی پنجے مین تھا بھالا
سرِ دشمن اسی خنجر سے تو نے کاٹ ہی ڈالا
اسی بھالے کی قوت سے ہوا دشمن تہ و بالا
نہین پنجہ یہ عین نا ہوا کافر کا مُنھ کالا

اسی پنجے سے پنجہ پھر گیا جب دستِ ظالم کا
ہُوا دنیا سے استیصال نوعِ مظلم کا

۳۳۵
ہر اک اُنگلی ہے مصرع بندِ انگشت اسکے ہین ارکان
ہر اک ناخن ہے اُنکا قافیہ بحرِ سخن آسان
اسی پنجے سے پائے ہم نے ان اشعار کے اوزان
کفِ دستِ مبارک ہے انھین اشعار کا دیوان

قولا پانچ انگلیون سے پنجۂ نازک مخمّس ہے
اسی پنجے پہ قربان آج یہ اپنا مسدّس ہے

کفِ دستِ مبارک

۳۳۶
کفِ دستِ مبارک کی صفت کیا ہو بیان مجھ سے
لیا چاہین اگر اہلِ سراپا امتحان مجھ سے
بگڑ بیٹھا ہے جرأت پر مری صحنِ جنان مجھ سے
ہمین گو ہے وہمین میدان نپٹ لین وہ یہان مجھ سے

اسی کف کو سخنور ساحت و میدان سمجھتے ہین
اسی مُٹھی کو شاعر (گوے در چوگان) سمجھتے ہین

[۱] ہشت منظر کنایہ ہشت بہشت ۱۲
[۲] ہفت طارم کنایہ ہفت آسمان ۱۲

۳۳۷
ید بیضا اگر موسےٰ کا تھا یہ تھا کفِ بیضا
جلا تھا آگ سے وہ یہ سراپا نور تھا ایسا
وہ ناری تھا یہ نوری وہ مجازی یہ حقیقی تھا
کہ یہ تھا ماہِ کامل اور وہ تھا آگ کا شعلا

مسلمانون کی جنت ہے اسی روشن ہتیلی مین
اسی کی آگ ہے دلمین طپش قلبِ یہودی مین

۳۳۸
خطوطِ ہندسی اسکے ہین نقشِ طالعِ انسان
اسی کہت کو کہا ہے نکتہ سنجون نے کفِ احسان
وِلاؔ چلو کو جامِ جم کہون یا ساغرِ دوران
صدف مٹھی ہے بے شک جب ہتیلی ہو گہر افشان

کریم اس کا لقب ہے یہ لٹاتا ہے زر و گوہر
پلاتا ہے مۓ وحدت یہ اپنا جام بھر بھر کر

انگشتانِ دستِ مبارک

۳۳۹
بلاغت مین قلم تشبیہ انگشتِ شہادت کی
اسی سے لکھ رہا ہون داستان مین انکی مدحت کی
مقدس انگلیونکے وصف مین جسنے حمایت کی
اسی کی خوش خطی تعریف ہے میری کتابت کی

قلم ہے تر زبان ڈوبا ہوا ذوقِ سیاہی مین
بن آئی اے وِلا پنجے کی (پانچون انگلیان گھی مین)

۳۴۰
وِلاؔ مدح انگلی کے بڑے ثابت قدم نکلے
سخن پرور نکلنے کو تو صدہا بیش و کم نکلے
قلمدان چھوڑ کر اس فکر مین لاکھون قلم نکلے
مگر نکلے تو پورے امتحان مین ایک ہم نکلے

سخن سنجو نکی فکرین اپنی ہمسر ہو نہیں سکتین
یہ پانچون انگلیان باہم برابر ہو نہیں سکتین

۳۴۱
وِلا شق القمر اعجاز انگشتِ شہادت کا — یہ استثنا ہے روشن مقصدِ قانونِ قدرت کا
خلافِ عقل ہے لیکن ہے ماخذ خرقِ عادت کا — یہی ہے معجزہ مصداقِ اعجازِ نبوت کا

مخالف منحرف ہین انگلیان کانون مین رکھتے ہین
نبی اپنی نبوت کی سند شانون مین رکھتے ہین

۳۴۲
ہتیلی اور پانچون انگلیان پنجے مین شامل ہین — یہ پانچون پنج آیت[1] ہین جو مٹھی مین داخل ہین
یہی ہین پنجتن جو موجدِ عقدِ انامل ہین — وِلا تشبیہ مین انگشتِ شمسی[2] کے مماثل ہین

ہر اک انگلی پہ ناخن ماہِ نو اپنی شباہت مین
یہ پانچون ہین بلورین مچھلیان بحرِ بلاغت مین

۳۴۳
اسی انگلی کی ہر اک پور مین دیکھا عجب نقشا — کبھی کھنچی نظر آئی کبھی شانہ کبھی پنجا
وِلا پورون کے چودہ جوڑ ملکر بنگئے پنجا — اسی مٹھی مین ہے مخفی معمّا رازِ وحدت کا

یہی مجموعۂ قدرت ہے پنجہ جس کو کہتے ہین
انامل جس مین باہم رات دن مل جل کے رہتے ہین

ناخنِ دستِ مبارک

[1] پانچ آیت بقول فرہنگ آصفیہ وہ پانچ سورۃ یا آیات جو اکثر فاتحہ مین پڑھی جاتی ہین ۱۲

[2] انگشتِ آفتاب کی از خطوط شعاعی وہ انگشت شمسی شد ۱۲

قلم کی نوک سے ممکن نہ تھی توصیف ناخن کی کتابت مین نہ پائی جب کوئی تحریف ناخن کی	۳۴۴	خطِ ناخن سے لکھتا ہون وِلا تعریف ناخن کی اسے کہنے لگے اہلِ زبان تصنیف ناخن کی

وِلا فولاد کی پتی نہ ہے اپنا ناخنِ خامہ
اسی ناخن سے ہے جسمِ قلم پر آہنی جامہ

زبانِ تیغ پر ہین ناخنِ[۱] شمشیر یہہ ناخن ہلالِ آسمان کی ہین مگر تصویر یہہ ناخن	۳۴۵	ترے ابرو ہین دونون یا کمانِ تیر یہہ ناخن مہِ نو سے یہان رکھتے ہین ناخن[۲] گیر یہہ ناخن

کہا ہے جن سخندانون نے انکو غنچۂ گلبن
سنبھل کر ہوش مین آجائین وہ لین عقل کے ناخن

بشکلِ ناخنِ[۳] وز آسمان پر یہ نظر آیا سمندر مین صدف نے ناخنِ[۴] خوش کا لقب پایا	۳۴۶	فلک پر ناخنِ[۵] چشمِ شب اس ناخن کا ہے سایا یہ چمن مین ناخنِ[۶] گل کو اسی ناخن نے دکھلایا

جہان مین ہر جگہ اس ناخنِ اقدس کا شہرا ہے
زمین و آسمان و بحر و بر مین نام اس کا ہے

گرہ پڑتے ہوے دیکھی نہین ابروے[۷] ناخن پر سرش گردم کہ دارد ناخنے انگشت او بر سر	۳۴۷	وِلا عقدہ کشائی مین یہہ ناخن ہے ہر حیدر بدل بشکست[۸] ما را ناخنِ انگشتِ پیغمبر

کرن کو اس لئے ہم ناخنِ[۹] خورشید کہتے ہین

ف۱ ناخنِ شمشیر [illegible] ۱۲
ف۲ ناخن [illegible] ہلال [illegible]
ف۳ ناخن [illegible] ۱۲
ف۴ ناخن [illegible] ۱۲
ف۵ ناخنِ چشم [illegible]
ف۶ ناخنِ گل [illegible] برگِ گل ۱۲
ف۷ ابروے ناخن ناخن باشند ۱۲
ف۸ ناخن بدل شکستن از غضب خاطر گردیدن ۱۲
ف۹ ناخنِ خورشید خطوطِ شعاعی

شعاعی خطِ چمک مین مثلِ ناخن بڑھتے رہتے ہین

پشتِ مبارک

صفاتِ پشت مین ہون پشت دیوارِ حیرت سے فنِ تشریح نے واقف کیا اُنکی حقیقت سے	۳۴۸	پسِ آئینہ پائے مُہرہاے سیم کثرت سے شمار اُنکا ولا جو ہیں ہے قانونِ حکمت سے

نظر آتا تھا آئینے کی صورت سامنے سینہ
پسِ آئینہ تھی پشتِ مبارک پشتِ آئینہ

عریض اسکو بتایا نکتہ سنجانِ شمائل نے کیا مایوس ہم کو قلتِ علم و سائل نے	۳۴۹	اُسے عالم کا پشتیبان لکھا بعضے رسائل نے ہماری پیٹھ ٹھوکی آپکے حسنِ فضائل نے

فروتن بود و در رفتار خود پشت دوتا دارد
ز سلک مہرہ تسبیح ولا از کہربا دارد

بیاضِ پشتِ اقدس صفحۂ قرطاسِ نورانی عیان اس پیٹھ کے فقرونسے دو کالم ہین طولانی	۳۵۰	سوادِ موے تن مشکین رقم آیاتِ قرآنی مسجل یہ سند تھی حاملِ احکامِ ربانی

اسی فرمان کے عنوان پر مُہرِ نبوت تھی
خطِ کوفی مین فرمانِ الٰہی کی کتابت تھی

اسی کی پشت گرمی نے مٹایا سرد مہری کو	۳۵۱	اسی کی پشت داری نے بڑھایا خلق کے جی کو

۱؎ پشت بر دیوار کنایہ از تحیر ۱۲
۲؎ مہرہاے سیم کنایہ از ستارگان ۱۲
۳؎ فروتن یعنی متواضع
۴؎ پشت دوتا یعنی پشت خمیدہ ۱۲
۵؎ پشت گرمی یعنی تقویت
۶؎ ...

اسی پشتِ مبارک سے ملا اعزاز پشتی کو		اِسی کی پشت نے توڑی تہ علا کی پشتِ ماہی کو[1]

با این توقیرِ پشت[2] ہمتش برخویشتن باشد
بشا باشد دلم دستِ[3] کرم بر پشتِ من باشد

سینۂ مبارک

کشیدم[4] سینہ بر مضمونِ حسنِ سینۂ روشن	۳۵۲	کشادم[5] سینہ آوردم بدست آئینۂ روشن
بہینِ سینہ کاوی[6] یافتم گنجینۂ روشن		دل و جانم فداے سینۂ بے کینۂ روشن

زموے عنبرین از سینہ اش تا ناف تحریرے
کہ سلکِ فقرہ ہاے پشتِ او از سبحہ تصویرے

نگہ گردن سے جب اُتری تو آگے آگیا سینہ	۳۵۳	اسی میں پلیمان صدرِ حریمِ قلب کا زینہ
مصفا ظاہری تشبیہ مین ہے مثلِ آئینہ		بلاغت نے اسے اسرار کا مانا ہے گنجینہ

اسی مین دل ہے دل مین اپنے خالق کی محبت ہی
اسی مین راز ہے یہ راز دانون کی حقیقت ہی

وِلا بے داغ ہے یہ اور اسمین داغ رہتے ہین	۳۵۴	سخن پرور اسیکو سینۂ بے کینہ کہتے ہین
یہ غم پرور[7] ہے جس سے وہ غمِ اُمت کو سہتے ہین		اسی چشمے سے آبِ دلِ بلند دراشک بہتے ہین

اسی سینے سے وہ سینہ سپر[8] ہے اپنی اُمت کا

[1] پشتِ ماہی یعنی [illegible] زمین ۱۲
[2] [illegible] پشت [illegible] یعنی [illegible] ۱۲
[3] دست [illegible] ۱۲
[4] [illegible] بمعنی [illegible] ۱۲
[5] سینہ کشادن یعنی خوشحال شدن ۱۲
[6] سینہ کاوی یعنی کوشش بلیغ (آصفیہ) ۱۲
[7] غم پرور یعنی غمگسار ۱۲
[8] سینہ سپر یعنی ثابت قدم و مددگار ۱۲

اسی سینے سے اُمت کو بھروسہ ہے شفاعت کا

۳۵۵
لطیف وصاف وروشن صبح پرورہین صفات اسکے — بلور و صفحہ و آئینہ تشبیہات ذات اسکے
کریم النفسی و اخلاق و نیکی ملحقات اسکے — سخن دانانِ عالم جانتے ہین سب نکات اسکے

فرشتے آسمان پر لوحِ محفوظ اسکو کہتے ہین
اسی سینے مین آیاتِ مُبین محفوظ رہتے ہین

قلبِ مبارک

۳۵۶
وِلا تصویرِ دل مین آلہ برقی کی صنعت ہی — ذریعہ عکس کا دل کی کشش اور جذبِ اُلفت ہے
نقوشِ عضوِ مخفی مین یہ استادونکی جدت ہی — نگاہِ سادہ لوحانِ جہان مین یہ کرامت ہے

توجہ سے جمایا اپنی لوحِ دل پہ جب خا کا
لیا کاغذ پہ ہم نے عکس پھر قلبِ معلّیٰ کا

۳۵۷
صفاتِ دل مین ہم دل دیکھ لے دلربا تجکو — سخن مین جب بنے بیدلؔ تو پھر دلبر کہا تجکو
خبر ہے اس دلِ عاشق کی محبوبِ خدا تجکو — خداوندِ تعالیٰ نے خود اپنا دل دیا تجکو

تجھے دلدار کہتے ہین ترا دل تیرے پہلو مین
نہین اے دلستان۔ ہے ہے۔ مرا دل اپنے قابو مین

۳۵۸
وہان تصویرِ دل لینے گئے تھے دیکھ دل آئے — یہان لینے کے دینے پڑ گئے ہم دلمین گھبرائے

که بیدل یعنی عاشق و شاعر معروف ۱۲

بنے یہ دل تو کھو کر اپنا دل ہرگز نہ پچتائے — ولا پھر کیون نہ اسکے ہو رہین ہم جسپہ دل آئے

غنیمت ہے بنی تصویرِ دل تصوٗیرِ دل اپنی
دلِ شیدا پریشان ہے طبیعت مستقل اپنی

۳۵۹
مرا دل بڑھ گیا تو نے بڑھایا جب مرے دلکو — کیا پھر منتخب تصویر مین اندازِ مشکل کو
ملا یا حُسنِ صورت سے ترے حُسنِ خصائل کو — کیا تصویرِ دل سے منطبق تیرے شمائل کو

مرے دل پر تری تصویرِ دل ایسی اُتر آئی
کہ آنکھون مین دلِ آگاہ کی صورت نظر آئی

۳۶۰
صفاتِ دل مین اُلفت خیر و صاف و نازکی و روشن — شباہت مین ہے طفل و لوح و شیشہ غنچہ گلشن
اسی دل کے لئے ہے پردۂ دل اسکا پیراہن — اسی کا برگ گل اور دامنِ گل بنگیا دامن

وہ دلجو ہے تو دلدادہ ہون مین اسکی عنایت کا
وہ دلکش ہے مین جان و دل سے ہون بندہ محبت کا

۳۶۱
ولا دلبستگی ہے مجکو وصفِ دل سی سرتاسر — وہ میری دلدہی کرتا ہے مین قربان ہون اُسپر
دلیری اور دل افروزی کے ہین اس قلب مین جوہر — یہ دلسوزی مین ہی مشہور دلداری مین نام آور

دماغ و دل بہم شاہ و وزیرِ کشورِ تن ہین
انھین کے کارنامے مثل مہر و ماہ روشن ہین

362
ترا دل ہو بہو واقف ہی میرے دُکھ بھری دل سے
رہے دل جسکے پہلو مین تری عزت کری دل سے
توجہ سے کیا کرتا ہے وہ باتین مری دل سے
جو صوفی ہو وہ حق آگاہ واقف ہو تری دل سے

مین سالک ہون طریقت مین مرا رہبر ہے دل تیرا
شریعت مین وہ میرا رہنما پیرو ہے دل میرا

شکمِ مبارک

363
نکالا حوصلہ وصفِ شکم ہوا اس سے کیا بہتر
نہ تھے سرور ہمارے کہانے پینے مین شکم پرور
سواء البطن ہے اہلِ شمائل کی زبانون پر
غذا رہتی تھی کم صائم رہا کرتے تھے آپ اکثر

بیان کیا اس سے بڑہکر ہو نہ منہہ مین دانت ہی کوئی
ضعیفی سے نہ اپنے پیٹ مین ہان آنت ہے کوئی

364
اذوقے مین وہان کچھ ایسی قلت پائی جاتی تہی
اِدہر دائم غذا بھی بھوک سی کم کہائی جاتی تہی
طبیعت دیکھکر اسکو وِلا گہبرائی جاتی تھی
اُدہر فاقون سے دعوت صبر کی فرمائی جاتی تہی

شکم بندہ نہ تھے روٹی نھین پلتے تھے وہ اکثر
مگر شام و سحر اُمت کا غم کہاتے تھے وہ اکثر

365
نہ تھا یہ حالِ سرورِ تنگیِ وجہِ معیشت سے
سمجھ سکتے ہین ہم انکا حَشَم انکی حکومت سے
رہا کرتے تھے وہ مجبور ایثارِ طبیعت سے
مگر کرتے تھے نفرت مالِ دنیا کی فراغت سے

ولاسیری مین وہ شکرانہ نعمت بجالاتے
تضرع ۔ ذکر حق تکلیف کی حالت مین فرماتے

۳۶۶
تنور بطن مین رہتی تھی آتش بھوک کی لیکن
نرہتے تھے وہ تکلیف و صعوبت سی کبھی ایمن
سہا کرتے تھے اسکو جسقدر انسان ستی تھکن
ریاضت مین بسر کرتے تھے اپنی زندگی کے دن

کبھی معدے پہ پتھر باندہ کر تسکین پاتے تھے
کبھی تکلیف بڑہ جاتی تو بیٹھے مسکراتے تھے

کمر مبارک

۳۶۷
کمر بستہ ہین ہم وصف کمر کی موشگافی مین
سکوت جملہ ارباب شمائل کی منافی مین
کمر وسے کمر ہے حسن ترکیب اضافی مین
لکھین گے ہم مگر مافات کی حسن تلافی مین

حقیقت آپکی نازک کمر کی آپ ہی جانین
نزاکت کیون نہ ہم موے میان کی اے ولا مانین

۳۶۸
کمر باندہے ہوے رہتے تھے آپ امداد ہمت پر
کسا کرتے تھے جب اپنی کمر فوجی حمایت پر
بھروسہ آپکو رہتا تھا خالق کی اعانت پر
کمر دیوال مین ہتیار رہتے تھے ضرورت پر

کمر دشمن کی انکے دبدبے سے ٹوٹ جاتی تھی
عدو کے ہاتھ سے تلوار اسکی چھوٹ جاتی تھی

کمر کا کھولنا ممنوع تھا انکی لڑائی مین
کمر وہ ٹھوکتے تھے فوج کی جنگ آزمائی مین
۳۶۹
کمر وہ باندھتے تھے چست لشکر کی چڑھائی مین
فتوحاتِ عرب کی دھوم تھی ساری خدائی مین

برزمش آبِ شمشیرے کہ اورا تا کمر دیدم
مقابل را ہمان آبِ کمر بالاے سر دیدم

کمر جب ٹوٹ جاتی تھی ہر اک مشرک ستمگر کی
کمر جب بیٹھ جاتی تھی عدوے فتنہ پرور کی
۳۷۰
کمر سیدھی ہوا کرتی تھی پیغمبر کے لشکر کی
کمر کھلتی تھی اپنے سرورِ ذیشان پیمبر کی

اسی موے کمر کے وصف مین ہم ہین کمر بستہ
یہان موے میان سے ہے کمر کا راز سربستہ

ولا موے میان خوبانِ عالم کی نزاکت ہی
کمر مین آپکی ہنیار یہ عینِ حقیقت ہے
۳۷۱
اسی سے انکی تعریفِ کمر حسنِ بلاغت ہے
اسی موے میان کی شاخِ تشبیہی رعایت ہے

سخنور متفق ہین آپ کے حسنِ سراپا مین
کمر معدوم ہے مثلِ دہن تحقیقِ اعضا مین

پاے مبارک

قدم کے وصف مین میرا قلم کاغذ پہ چلتا ہے
بلاغت نے کہا تشبیہ مین یہ ہمسرِ پا ہے
۳۷۲
یہ مثلِ پاے نازک ہے روان اور قدم مین سیدھا ہے
سخندانون نے ایسا رہنما قسمت سے پایا ہے

لقب ہے (خامۂ پا) استخوانِ کعب انسان کا
اسی کی ہمرہی سے کام چلتا ہے سخندان کا

۳۷۳ قدم پائے تو اُنپر رکھا یا سراے وِلا ہم نے
انھین قدمونکو آنکھو نسے لگایا ساری عالم نے
ہمارے سر پہ رکھا ہاتھ اس خُلقِ مجسّم نے
وِلا آنکھون کو بخشا نور اس پاے مکرّم نے

قدم ہم نے لئے آ ہی گئی جب پاؤن کی باری
چلو ہونے لگی پھر خلد کو چلنے کی تیاری

۳۷۴ انھین قدمونپہ سر رکھتے ہین سردارانِ ذی شوکت
ہوا نقشِ قدم پر رہروانِ وادیِ غربت
قدمبوسی انھین قدمونکی ہے سرمایۂ عزت
انھین قدمون کے پیرو سالکانِ ہر ملت

علوِ عرش و کرسی پاے اقدس ہی کا پایا ہے
جھان مین وصفِ پا مردی انھین قدمونکا سایا ہے

۳۷۵ تفنگ پاے اقدس حربۂ دستِ بلاغت ہے
اسی کے زانوے روشن مین مخزن کی شباہت ہے
مثلث دستۂ بندوق ان رانونکی ہیأت ہے
اسی مین ساق کی ہے نال یہ خالق کی صنعت ہے

سنا یہ خود بخود چلتی ہے گو ٹوٹون سے خالی ہے
بچانے کافر و کفار پر یہ چلنے والی ہے

۳۷۶ یہان ہم پاؤن اپنے قبر مین لٹکائے بیٹھے ہین
گنا ہون سے سراسر پا بگل شرمائے بیٹھے ہین

انھیں قدمون کے آگے ہاتھ ہم پھیلاے بیٹھے ہین　　وِلاؔ اقدام کی مدحت کا چسکا پاے بیٹھے ہین

بنی ہے اپنی ہیأت خاکساری مین یہان جیسی
نہ ہوگی پاؤن کے نیچے کی مٹّی بھی کبھی ایسی

رانِ مبارک

کشادم[1] ران براسپ خامہ بہر مدحتِ رانے
سرِ من گوے این چوگان خیالم ہیچو میدانے
۳۷۷
فشرد[2] م ران فدا گشتم بران در دست چوگانے
برنگِ حکمران[3] آمد درین میدان سخن دانے

سخن دانان لقب کردند در عالم سخندانم
بحمداللہ کنون در مدحتِ رانش سخن[4] رانم

بلاغت نے کہا بحرِ کرم سے نہر چلتی ہے
حقیقت مین وِلاؔ یہ منزلِ کعبہ کی کرسی ہے
۳۷۸
پھڑکتی ہین اسی مین مچھلیان تشبیہ اچھی ہے
اسی کرسی پہ قائم آسمانِ عرش و کرسی ہے

یہ وہ ارکانِ عالی ہین جو سقفِ تن کے ہین حامل
ہم ان دونون کو کہتے ہین رواقِ حاملِ منزل

زانوے مبارک

شکستم[5] زانوے خود را بہنگامِ سخن گفتن
بہ پاے اوکہ زانو نیست چون آئینہ روشن
۳۷۹
کہ آئینِ ادب باشد ہمین در بحرِ جان سفتن
وِلاؔ در پردہ با زانو یست گوئی در حریمِ تن

[1] ران کشادن بمعنی سوار اسپ شدن ۱۲
[2] ران افشردن بمعنی تیز کردن اسپ ۱۲
[3] حکمران یعنی بادشاہ ۱۲
[4] سخن راندن بمعنی سخن گفتن ۱۲
[5] زانو شکستن یا ادب نشستن ۱۲

عہ یہ مثل ہے ۔۔

ازین آئینہ روشن چو روشن شد مکانِ او
بچشم آمد مرا تصویرِ وصلِ ساق و رانِ او

ساقِ مبارک

یہان ساقِ قلم مداح ہے اس ساقِ سیمین کی چمن مین ساقِ گُل شاکی ہے اندازِ گلچین کی	۳۸۰	نزاکت بساقِ نازک میری تصویرِ مضامین کی یہان ساقِ قلم ممنونِ سخن دانون کی تحسین کی

انھین ساقون کی دو نلیون مین ہم نے نالیان پائین
ولا ان نالیون پر ہم نے جیتی مچھلیان پائین

کعبِ مبارک

ولا ساقِ مبارک سے ہے آگے کعبِ نورانی گلابی رنگ پر یہ استخوان لعلِ بدخشانی	۳۸۱	اسی کو قاب کہتے ہین سخن دانانِ ایرانی یہی کرتا ہے بندِ پاے اقدس کی نگہبانی

بلندی مین نظر آنے لگا جب دور سے کعبہ
قدم بوسی مین ہم کرنے لگے اس کعب کو سجدہ

ولا یہ کعبِ محبوبِ خدا ہے بندہ پرور ہی اگر وہ مسجدِ خالق ہے یہ مسجد کا منبر ہے	۳۸۲	وہ کعبہ سجدہ گاہِ خلق ہے اللہ کا گھر ہے قدم سے منبرِ کعبہ پہ یہ کعبِ پیمبر ہے

فضیلت اس کی ثابت ہو گئی کعبے کے منبر پر

یہ محبوبِ خدا ہے اور وہ عاشق پیمبر پر

قدمِ مبارک

۳۸۳
قدم بوسی کے صدقے مین وِلا راز قدم پایا — اسی بوسے سے تصویرِ قدم کا پڑ گیا پایا
ہوا جب خاکِ پا۔ نقشِ قدم کا لطف ہاتھ آیا — رہے زیرِ قدم قوسِ قدم کا ہمیہ تھا سایا

وضو کرنے لگے جب آپ ہم تھے سامنے حاضر
جمی تھین اپنی آنکھین ہم سراپا حاضر و ناظر

پنجہ پاے مبارک و پاشنہ مبارک

۳۸۴
وِلا رازِ اقامت ہے یہی ایڑی یہی پنجہ — مقامِ حُسنِ قامت ہے یہی ایڑی یہی پنجہ
دلیلِ استقامت ہے یہی ایڑی یہی پنجہ — حسینون کی قیامت ہے یہی ایڑی یہی پنجہ

قیامت کیون نہو قائم اسی پنجے کی ٹھوکر سے
قیامت ہے ہر اک انگلی کفِ میدانِ محشر سے

کفِ پاے مبارک

۳۸۵
کفِ پا کا۔ خمِ نازک نظر آتا تھا پنجے سے — گزر جاتی تھین جھیلین اس پُلِ نازک کے نیچے سے
نظر آتا تھا وہ دریاے رحمت کے کنارے سے — عیان تھی پائداری سے وِلا اس پُل کے پائے سے

انھین قدمونکا صدقہ ہے کہ وہ سردار ہے اپنا

اسی پل کی بدولت آج بیڑا پار ہے اپنا

ناخن پاے مبارک

۳۸۶
فدا ابروے خوبان خم پہ تیرے ناخن پا کے
تصدق تیغ بران خم پہ تیرے ناخن پا کے
ہلال چرخ قربان خم پہ تیرے ناخن پا کے
ہے ناخن گیر حیران خم پہ تیرے ناخن پا کے
تعجب سے ہوے ناخن بدندان[له] چارون بیچارے
پڑے ہین ناخنون مین میل ہین ناخن کے یہ سارے

نعلین مبارک

۳۸۷
ولا نعلین اقدس آپکے قدمون پہ قربان ہین
چرن بردار ہین ہم اپنی اس خدمت پہ نازان ہین
فدا نعلین اطہر پر یہان اپنے دل و جان ہین
تصدق اے ولا اس بند پر سارے سخندان ہین
گذارم دیدہ[له] پیش او چو بر نعلین بکشاید
کشم از چشم خود نعلین را چون خانہ باز آید

رفتار مبارک

۳۸۸
یہان رفتار اقدس سے زمین کو وہ ملا رتبا
وہ خود چلنے لگی آگے ادب کا یہ تقاضا تھا
ترے زیر قدم تھی آسمان پر تھا دماغ اس کا
فلک تھامے ہوے تھا سر پہ تیرے ابر کا چھاتا
حسینان جہان اس راہ پر آنکھین بچھاتے تھے

له ناخن بدندان گرفتن
از حیران و تعجب ۱۲
له دیدہ پیش [illegible] کردن
[illegible] ۱۲

ہمین انکھیلیون سے بہاؤ چلنے کا بتاتے تھے

تصدق ہین تری رفتار پر اے رہبر کامل
ترے نقشِ قدم پر چل رہے ہین جملہ اہلِ دل
۳۸۹
ترے پیرو ہین سارے سالکانِ عازمِ منزل
بہٹک کر چلدئے جو چال سے تیری ہی غافل

شریعت ہاتھ مین تیرے تو قدمو مین طریقت تہی
شریعت مین طریقت اور طریقت مین شریعت تہی

نگہ رہتی تہی دائم راہ پر یہ تھا شعار ان کا
جھکی رہتی تہی گردن چال مین یہ انکسار ان کا
۳۹۰
جمے رہتے تھے مسلک پر قدم یہ اقتدار انکا
مؤدّب سامنے چلتے صحابہ یہ وقار انکا

قدم آہستگی کے ساتھ رہ رہ کر اُٹھاتے تھے
سرافرازانِ عالم جن کے آگے سر جھکاتے تھے

خاتمۂ سراپا

سراپا ہوگیا تیار محبوبِ خدا تیرا
ترے دربارِ عالی مین قصیدہ خوان و لا تیرا
۳۹۱
یہی نقشِ شمائل بن گیا سرتاپا تیرا
ترامداح اس تاریخ سے بس ہو چکا تیرا

دُعا یہ ہے سراپاؤن پہ ہو اسکو شرف حاصل
ترا مداحِ نامی ہو ترے خدام مین داخل

ملائک۔ اہلِ جنت اسکو نقشِ حور کہتے ہین
۳۹۲
سخنور اس سراپا کو سراپا نور کہتے ہین

تجلّی سے کلیم اللہ شمعِ طور کہتے ہین
سراپاے رسول اللہ اِسے جمہور کہتے ہین

کوئی کہتا ہے تصویرِ پری اور کوئی حور اسکو
کہا ہے صاحبِ لولاک نے تصویرِ نور اسکو
۱۳۳۶ھ

دُعا

۳۹۳
یہی ہے التجا میری خداوندِ قدر قدرت
رہون جب تک مین دُنیا مین ہے قائم مری صحّت
صلے مین اس سراپا کے عطا ہو مجکو یہ نعمت
اگر ہو جاے اس دُنیاے فانی سے مری رحلت

رسول اللہ کے خدّام مین پاؤن جگہ ایسی
کہ جس کا جائزہ ملجاے اس عالم مین جیتے جی

۳۹۴
رہے جب تک چمک عارض کی یا رب موتیِ تابان مین
الٰہی جب تلک اعضا مین قائم جسمِ انسان مین
دمک جب تک رہے میرے خدا لولوے دندان مین
خداوندا رہے جب تک تعلّق جسم اور جان مین

سخندانانِ عالم مین سخن فہمی رہے یا رب
جہان مین قدر قائم نکتہ سنجی کی رہے یا رب

۳۹۵
مضامینِ سخن مین اور جب تک بلاغت ہو
سخن سنجی مین جب تک یا خدا وصفِ فصاحت ہو
بلاغت مین الٰہی جب تلک حُسنِ کنایت ہو
فصاحت مین خدایا جب تلک لطفِ لطافت ہو

سریر آراے ملکِ نظم عثمانِ سخنور ہو

نظامِ سلطنت نظمِ کواکب کے برابر ہو

۳۹۶
رہین معدن مین جب تک یا الٰہی جوہرِ کانی — رہین جوہر مین یارب جب تلک لعلِ بدخشانی
زمین پر بحر ہو جب تک الٰہی بحر مین پانی — صدف مین ہو الٰہی جب تلک لولوے عمانی

سخن سنجانِ نام آور پہ بارانِ گہر برسے
بھرین وہ اپنا دامن دستِ **عثمانِ** سخنور سے

۳۹۷
رہین جب تک الٰہی آسمان پر نیّر و اختر — شبستان پر رہے پرتو فگن جب تک مہِ انور
رہے اوجِ فلک پر حکمران جب تک شہِ خاور — رہے دنیا مین جب تک یا الٰہی چرخ کو چکر

رہے قائم دکن کی سلطنت مین دورِ **عثمانی**
شہِ **عثمان** سے روز افزون رہی قدرِ سخندانی

۳۹۸
رہے گلشن مین جب تک عاشقِ زلفِ سنبل — رہے سنبل مین جب تک یا خدا پیچ و خمِ کاکل
الٰہی جب تلک ہو باغ مین بلبل کو عشقِ گل — چہکتا جب تلک گلزار مین یارب رہے بلبل

جھڑین منھ سے سخن سنجون کے یارب پھول مدحت مین
شگفتہ دل رہین اس خسروِ آصف کی دولت مین

۳۹۹
رہے یارب سخن کا قدردان **عثمانِ** نام آور — سخن سنجی سے اسکی ہو عیان ہر ایک کا جوہر
الٰہی اُسکے ہاتھون سے صلے پائین سخن پرور — بھرین مدّاح کا مُنھ ابرِ دستِ شاہ کے گوہر

تبائین تنگ ہون۔ ایسے خوشی سے پہولجائین ہم
سلاطینِ سلف کی قدر دانی بہول جائین ہم

نمک پروردہ دولت ہون شاہا اس ریاست کا
مرا حُسنِ طلب بہی حُسن ہے تیری سخاوت کا

۴۰۰

اسی دولت سے پاتا ہون وظیفہ حُسنِ خدمت کا
دُعاگو ہون سراپا مین ترے لطف وعنایت کا

طفیلِ سرورِ ابرار۔ تیرے بخت یاور ہون
ترے حامی ابوبکر وعمر عثمان وحیدر ہون

تمام شد

شکرانہ قطعات تاریخ کتاب ہذا

مین اُن شعراے نازک خیال کا شکریہ ادا کرتا ہون جنہون نے کمال مہربانی سے اس کتاب کے متعلق قطعات تاریخی عنایت فرمائے جنکے اسماے گرامی ذیل مین عرض کئے جاتے ہین

نشان سلسلہ	تخلص	نام
۱	۲	۳
۱	ابر	عالیجناب مولوی محمد واحد علیصاحب انڈر سکریٹری فرمانروای رامپور
۲	اثر	عالیجناب مولوی سیّد سجاد علیصاحب وظیفہ یاب دوم تعلقداری سلطنت آصفیہ۔
۳	اختر	عالیجناب مولوی لطیف احمد صاحب مینائی معتمد و ناظم امور مذہبی سلطنت آصفیہ۔
۴	امیر	عالیجناب مولوی میر حسن علیخانصاحب منصبدار و جاگیردار ملک سرکار عالی۔
۵	انجم	عالیجناب نواب سید بہادر حسین خانصاحب نیشاپوری۔ لکھنوی
۶	انور	عالیجناب مولوی محمود احمد صاحب مینائی خلف الرشید حضرت اختر مینائی۔
۷	جلیل	عالیجناب نواب فصاحت جنگ بہادر جلیل القدر استاذ السلطان
۸	سما	عزیزی مولوی حبیب اللہ صاحب ابن مولوی احمد اللہ صاحب مرحوم ناظم عدالت

۹	شوکت	عالیجناب مولوی میر کاظم علی صاحب بلگرامی تلمیذ رشید حضرت امیر مینائی مغفور
۱۰	عاصی	عالیجناب مولوی سید عبد الرزاق صاحب سشن جج جاگیرات عالیجناب نواب فخر الملک بہادر۔
۱۱	عشق	عالیجناب مولوی حبیب اللہ صاحب نائطی۔ جاگیردار ضلع ملور صوبہ مدراس
۱۲	علامی	عالیجناب مولوی فصیح الدین احمد خان صاحب ایچ۔ سی۔ ایس معتمد سرکار عالی صیغہ مالگزاری۔
۱۳	فاضل	عالیجناب مولوی سید غلام جبار صاحب رکن مجلس عالیہ عدالت سرکار عالی
۱۴	قادر	عالیجناب مولوی قادر حسین صاحب داروغہ فراش خانہ صرفخاص مبارک
۱۵	قاصد	عالیجناب مولوی فاضل ابو طیب محمد یحییٰ صاحب وکیل ہائیکورٹ سرکار عالی
۱۶	قیصر	عالیجناب مولوی سید ابو الحسن صاحب تعلقدار کورٹ آف وارڈس سرکار عالی
۱۷	محمود	عالیجناب مولوی سلطان محمود محی الدین صاحب نائطی وکیل ہائیکورٹ سرکار عالی
۱۸	نیر	عالیجناب مولوی نور الحسن صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی یادگار حضرت محسن مرحوم
۱۹	واقف	عالیجناب مولوی حکیم امتیاز حسین صاحب ابو العلائی۔ طبیب سلطانی۔
۲۰	وفا	برخوردار مولوی رکن الدین احمد صاحب نائطی ابن مصنف کتاب ہذا
۲۱	ہاتف	عالیجناب مولوی حاجی حکیم عاشق حسین صاحب ابو العلائی

حضرت آبر۔ عالیجناب مولوی محمد واحد علیصاحب ایڈ. سکرٹری فرمانروائے ریاست رامپور

واہ رے طبعِ ولا کا حسنِ حیرت آفرین ــــ جسکے آگے ذکرِ حسنِ حور۔ سر تا سر قصور
وہ سراپائے شہِ بطحا کیا ہے اسنے نظم ــــ ہو رہا ہے جس سے زورِ کلکِ قدرت کا ظہور
چست بندش ہے بنا ہر شعر اک چوٹی کا شعر ــــ دلکشی سے حسنِ مضمون غیرتِ گیسوے حور
عالمِ انوارِ رحمت صفحۂ کاغذ پہ ہے ــــ وادیِ ایمن مین یا روشن ہوئی ہے شمعِ طور
کھینچنا مشکل تھا نقشہ حسنِ احمد کا مگر ــــ فکرِ پرنورِ ولا نے کھینچدی تصویرِ نور
۱۹۱۹ء

حضرت اثر۔ عالیجناب مولوی سید سجاد علیصاحب وظیفہ یاب حسن خدمت دوم تعلقداری سلطنت آصفیہ

بارک اللہ طبعِ وقادِ ولا ــــ کرلیا سرمایۂ دارین خوب
برزخ علم و عمل پایا تجھے ــــ دین و دنیا کے ملے قوسین خوب
شاعری کا لطف ہے اور نعت مین ــــ کر دکھایا مجمع البحرین خوب
بول بالا ملک و مالک کا رہے ــــ ہے مبارک یہ قران سعدین خوب
مصرعِ تاریخ اثر کرتا ہون نذر ــــ ہے سراپائے شہِ کونین خوب
۱۳۳۸ھ

حضرت اختر۔ عالیجناب مولوی لطیف احمد صاحب مینائی معتمد و ناظم امور مذہبی سرکار عالی

ٹپکتا ہے رنگِ عقیدت سخن سے	وِلا کو مبارک تو لاے سرور
یہ ہے چشمِ بد دور وہ نعت جس کو	لگاتے ہین آنکھون سے شیداے سرور
سراپاے پرنور کا صفحہ صفحہ	ہے آئینہ روے زیباے سرور
کلامِ درخشان کے پردے مین گویا	چمکتی ہے برقِ تجلاے سرور
مصنف نے ایسا دکھایا ہے نقشہ	کہ آنکھین ہین محوِ تماشاے سرور
سراپا نگاری کی غایت یہی ہے	بڑہے ذوق وشوق وتمناے سرور
یہ ہے اسکے چھپنے کی تاریخ اختر	لکھا بے تکلف سراپاے سرور ۱۳۳۸ھ

حضرت امیر۔ عالیجناب میر حسن علیخانصاحب منصبدار وجاگیردار سرکار عالی

لکھا وِلا نے حلیہ پُرنور مصطفےٰ	مقبول لا کلام ہے مومن کی جان ہے
ہاتف نے سالِ طبع کہا اسکا اے امیر	کیا فخر انبیا کا سراپا بیان ہے ۱۳۳۸ھ

حضرت انجم۔ عالیجناب نواب سید بہادر حسین خان صاحب نیشاپوری۔ لکھنوی

خلق مین پھیلا ہوا ہے آجکل نورِ ولا	ہوگیا شائع دکن سے اب سراپاے حضور
نذرِ انجم ہے یہ اس کا قطعۂ تاریخ طبع	آئینہ ہے طور کا یہ جلوۂ تصویرِ نور ۱۳۳۸ھ

حضرت انور۔ عالیجناب مولوی محمود احمد صاحب مینائی خلف الرشید حضرت آختر مینائی

سخن مین عجب رنگ تاثیر ہے	سراپا ہے یا نقش تسخیر ہے

ہر اک نقطہ ہے خالِ رخسارِ حور
ہر اک سطر زلفِ گرہ گیر ہے

معانی وہ روشن ہیں جن پہ نثار
مہ و مہر و انجم کی تنویر ہے

لکھی کلکِ انور نے تاریخِ طبع
شفیع الامم کی یہ تصویر ہے
۱۳۳۹ھ

حضرت جلیل ۔ عالیجناب نواب فصاحت جنگ بہادر جلیل القدر استاذ السلطان

یہ نعت پاک کیا دلکش ہے دلجو ہے دل آرا ہے
سرورِ جان ہی نورِ قلب ہی آنکھوں کا تارا ہے

زہے مدحت طرازی زیورِ گلہائے مضموں سے
عروسِ نظم کو فکرِ ولا نے کیا سنوارا ہے

یہ وہ اشعارِ رنگیں ہیں جنھیں پیشِ نظر رکھنا
ریاضِ خلد کی ہے سیر حوروں کا نظارا ہے

یہ وہ آئینۂ جذبات ہے جس سے مصنف کا
خلوصِ دل نمایاں ہے عقیدت آشکارا ہے

تعالی اللہ سراپا ہے یہ اُس نورِ مجسم کا
جو رحمت کا ذریعہ ہے جو بخشش کا سہارا ہے

زبانِ حال سے نظمِ ولا کہتی ہے حضرت سے
صلہ اسکا نگاہِ مرحمت کا اک اشارا ہے

جلیل اس حلیۂ منظوم کی تاریخ لکھ تو بھی
سراپائے رسولِ پاک دیکھو کتنا پیارا ہے
۱۳۳۸ھ

جناب سما ۔ عزیزی مولوی حبیب اللہ صاحب ناطقی ابن مولوی احمد اللہ صاحب
مرحوم ناظم عدالت

ولا نے خوب لکھا یہ سراپا
سراپا آئینہ ہے حسنِ مضمون

سما نے نور کی تاریخ لکھی
سراپا نورِ تصویرِ ہمایوں
۱۳۳۸ھ

حضرت **شوکت** - عالیجناب مولوی میر کاظم علیصاحب بلگرامی - شاگرد رشید حضرت امیر مینائی مغفور

آتا ہے سراپا میں نظر جلوۂ حور	ہے معجزۂ نبی کا اس میں بھی ظہور
لیا نور کی تاریخ کہی **شوکت** نے	اعجاز سراپا ہے یہ تصویر نور ۱۳۳۸

حضرت **عاصی** - عالیجناب مولوی سید عبد الرزاق صاحب سشن جج جاگیرات عالیجناب نواب فخر الملک بہادر

یہ سراپا شہ دو عالم کا	ہے فصیح و بلیغ و پرشوکت
یوں تو اوروں نے بھی کیا ہے نظم	لیکن اسمیں ولانے کی جدت
اس سے اب مفتخر زبان ہوئی	**عاصی** اردو پہ اسکی ہے منت
ہے نئے طرز کا سراپا یہ	کیوں نہو شاعروں کو پھر حیرت
کیسی کیسی نئی ہیں تشبیہیں	اور مضامین کی ہے کیا رفعت
استعارہ ہر ایک تازہ ہے	اور دیکھو زبان کی قوت
فکر تاریخ تھی تو آئی ندا -	کہ سراپا ہے آیت رحمت ۱۳۳۸

حضرت **عشق** - عالیجناب مولوی حبیب اللہ صاحب نائطی جاگیردار ضلع نلگو صوبہ راے

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر می خواست	آخر آمد زپس پردۂ تقدیر بساز

اے وِلاؔ آپ نے کیا خوب سراپا لکھا	واہ اس مین بھی نیا رنگ نرالا انداز
ہم نے دیکھے ہین زمانے مین سراپے اکثر	درحقیقت یہ سراپا ہے سراپا ممتاز
چشم بد دور یہ تصویر بنی نورانی	بارک اللہ عجب نقش عجب ہے پرداز
ہو بہو عاشق و معشوق کی تصویر ہے یہ	ہے کہین ناز و تعلّی تو کہین عجز و نیاز
بندش و حسن مضامین کا بھلا کیا کہنا	ہے فصاحت مین بہم لطف بلاغت دمساز
سال تاریخ کی تھی فکر تو دل نے اے عشق	کہدیا (نور کی تصاویر) (سراپا اعجاز) ۱۳۲۴ھ

حضرت **علاؔمی** ۔ عالیجناب مولوی فصیح الدین احمد خان صاحب ایچ ۔ سی ۔ ایس

معتمد سرکار عالی صیغہ مالگزاری

واہ کیا اچھا کیا یہ کام تم نے اے وِلاؔ	اس سراپے مقدس کی ہی شہرت دور دور
اسکو گر کہئے سراپا یہ سراپا نور ہے	یہ اگر تصویر ہے نقش پری تصویر حور
اِک اِک ن مین کہا دونگا حضور شاد ہے	اے وِلاؔ اس کا صلہ پاکر رہوگے تم ضرور
یون تو اس دنیا مین ہوگی رہیگی اسکی قدر	پر جزا پاؤگے تم کچھ اور ہی یوم النشور
نور کی تاریخ علاؔمی نے لکھی فی البدیہہ	واہ کیا اچھی چھپی یہ دلربا تصویر نور ۱۳۲۸ھ

حضرت **فاضل** ۔ عالیجناب مولوی سید غلام جبار صاحب ۔ رکن مجلس عالیہ عدالت

یہ اعجاز ہے حلیۂ پاک مین	سراپا ہے تصویر نور نبی

کہا مین نے فاضل سراپا کا سال | قصیدے مین تصویرِ نورِ نبی
۱۳۳۸ھ

حضرت قادر۔ عالیجناب مولوی قادر حسین صاحب داروغہ فراش خانہ مبارک

خوب کہینچی عزیز جنگ نے خوب | سرورِ کائنات کی تصویر
اس سراپا کا سال ہے قادر | سورۂ نور کی ہوئی تفسیر
۱۳۳۸ھ

حضرت قاصد۔ عالیجناب مولوی فاضل ابو طیب محمد یحییٰ صاحب وکیل ہائیکورٹ

نورِ احمد کا یہ سراپا ہے | ہے ہر اک حرف سے عیان تنویر
کیون نہ چمکے یہ مصرعِ تاریخ | ہے یہ تصویرِ نورِ ماہ منیر
۱۳۳۸ھ

حضرت قیصر۔ عالیجناب مولوی سید ابو الحسن صاحب تعلقدار کورٹ آف وارڈس

حقیقت مین تصویر ہے نور کی | بڑہی اس سراپا سے توقیرِ نور
کتابی ہے چہرہ تو لب ہین ورق | لبون پر خطِ لب ہے تحریرِ نور
جبین پر کہنچی ہے تصویرِ پاک | وہ ابروے خمدار شمشیرِ نور
سراپا منور ہے چشمِ منیر | ہے نورِ علی نور تنویرِ نور
اسی نورِ عارض کا مصحف ہے نام | منور بنی خط سے تفسیرِ نور
اسی کی بدولت زمانے مین آج | مقدر سے چمکی ہے تقدیرِ نور
کہی اسکی تاریخ قیصر نے خوب | سراپاے کامل وہ (تصویرِ نور)
۱۳۳۸ھ

حضرت محمود۔ عالیجناب مولوی سلطان محمود محی الدین صاحب نائطی وکیل ہائیکورٹ

یہ سراپاے رسول پاک ہے	یا ہے لوح عرش کی تحریر نور
عرض کی محمود نے تاریخ طبع	پاک و نورانی ہے یہ تصویر نور ۱۳۳۸ھ

حضرت نیر۔ عالیجناب مولوی نورالحسن صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔

یادگار حضرت محسن مرحوم

سراپا یہ بے مثل ہے اے ولا	ہوئی جسکی شہرت بڑی دور دور
کہی فکر نیر نے تاریخ طبع	کھنچی ہے یہ تصویر گلزار نور ۱۳۳۸ھ

حضرت واقف۔ عالیجناب مولوی حکیم امتیاز حسین صاحب ابوالعلائی

طبیب سلطانی

لکھا ہے سراپاے رسول اکرم	کیا خوب کیا کام ولا نے کیا خوب
واقف سن فصلی مین کہو سال طبع	ہے نور کی تصویر سراپا محبوب ۱۳۲۹ف

وفا۔ برخوردار مولوی رکن الدین احمد صاحب نائطی فرزند ولا تلمیذ حضرت اختر مینائی

رسول خدا کا سراپا ہے یہ	ہوا اس کا شہرہ بہت دور دور
کوئی اس کو کہتا ہے نقش پری	کوئی اسکو کہتا ہے تصویر حور
سمجھتا ہے کوئی اسے مہر و ماہ	سمجھتا ہے کوئی تجلاے طور

وفا اپنی اپنی سمجھ اپنے ساتھ	کسی کا نہین اس مین کوئی قصور
کہا ہاتف غیب نے اس کا سال	سراپا منیر ہے تصویر نور ۱۳۳۹

حضرت ہاتف - عالیجناب مولوی - حاجی حکیم - عاشق حسین صاحب ابو العلائی

دل نثار رخ زیبائے رسول اکرم	جان فدائے قد رعنائے رسول اکرم
ہے ولا والہ و شیدائے رسول اکرم	ہے ولا محو تجلائے رسول اکرم
یک بیک محفل عشاق مین بے پردہ ہوئی	دلمین پنہان تھی تمنائے رسول اکرم
جب لکھا آپنے کاغذ ورق مہر بنا	حلیۂ حسن دل آرائے رسول اکرم
اپنی آنکھون سے کلیجے سے لگا لینا ہے	اسکو پاتا ہے جو شیدائے رسول اکرم
سنہ طبع کرو عرض ولا سے ہاتف	مرحبا نور سراپائے رسول اکرم ۱۳۳۸ھ

ختم شد

دستخط مصنف

تصحیح الاغلاط

نشان صفحہ	نشان سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۲۵	۱۳	او	باد
۳۹	۱۲ حاشیہ	تبسّم	تبسّم
۴۰	۴	آلہ	آلے
۴۹	۱۴	موتے	موتی
۵۰	۱۰	ہن	ہین
۶۲	۲	غنچۂ	غنچہ
۹۱	۱۳	قدرت	قدرتین